محیطِ بے ساحل

غنی غیور

پیدائش-1642

وفات- 1720

محیطِ بے ساحل

(میرزا بیدل کی شاعری کا مطالعہ)

تصحیح شدہ ایڈیشن

مؤلف

غنی غیور

تفہیم پبلی کیشنز، راجوری، جموں کشمیر (انڈیا)

© غنی غیور

Muheet e Be Sahil
by
Ghani Ghayoor
Mobile No. +91-9419791802 | 7889837758
Year of Edition 2021
ISBN
Price Rs 500/-

نام کتاب : محیطِ بے ساحل
مؤلف : غنی غیور
اصل نام : عبدالغنی جاگل
اشاعتِ اوّل : ۲۰۲۱ء
اشاعتِ دوم : نظرثانی وتصحیح شدہ ۲۰۲۲ء
تعداد : ۵۰۰
قیمت : ۵۰۰
سرورق : تفہیم
کمپوزنگ : نسیم اختــر
زیرِ اہتمام : تفہیم پبلی کیشنز، راجوری
پتہ :

Top Hill, Near Green Valley
Colony upper Jallalabad Sunjwan,
Jammu
Pin Code 181152

tafheem publications

تفہیم پبلی کیشنز، راجوری، جموں کشمیر (انڈیا)

فہرست

مقدمہ ______ 7
باب ۱: بیدل شخصیت اور فن ______ 17
باب ۲: بیدل ہندوستانی روایت کا شاعر ______ 26
باب ۳: بیدل بحیثیت فطرت نگار ______ 31
باب ۴: تراکیب و اصطلاحات بیدل ______ 35
باب ۵: شرح اصطلاحات بیدل ______ 41
باب ۶: بیدل و غالب۔ مماثلت کے پہلو ______ 54
باب ۷: تجدد امثال اور بیدل ______ 64
باب ۸: بیدل کے استعارے ______ 68
باب ۹: بیدل محیط بے ساحل ______ 83
باب ۱۰: بیدل، برگساں اور اقبال ______ 92

باب۱۱: بیدل واقبال ________ 102
باب۱۲: بیدل کا حرکی نظریہ ________ 107
باب۱۳: بیدل استعجاب وحیرت کا شاعر ________ 119
باب۱۴: کلام بیدل میں صنائع وبدائع ________ 134
باب۱۵: منتخب رباعیات بیدل ________ 140
باب۱۶: بیدل کی قطعہ نگاری ________ 143
باب۱۷: بیدل کی منتخب غزلیات مع ترجمہ ________ 145
باب۱۸: بیدل کے منتخب اشعار مع ترجمہ ________ 158
کتابیات ________ 169

مقدمہ

محوِ یاریم و آرزو باقی است
وصلِ ما انتظار را ماند
(بیدل)

ترجمہ: دوست سے مل چکا ہوں اور ملنے کی آرزو ابھی باقی ہے، میرا وصل بھی انتظار کی خاصیت رکھتا ہے۔

فارسی شاعری قصیدہ سے آگے بڑھی تو غزل میں کمال پیدا کیا سعدی سے حافظ تک اس کا سنہری دور تھا جامی کو بعض نے طرز قدیم کا خاتم اور بابا فغانی کو طرز نو کا مجدد کہا ہے۔ بیشک فغانی نے غزل کو ظاہری حسن و جمال کی تنگنائے سے باہر نکالا اور فکر و فن کی نئ وسعتوں سے ہمکنار کیا اور طرز نو کی بنیاد ڈالی فارسی ادب کے معمار زیادہ تر اہل فارس ہی سمجھے جاتے ہیں لیکن مغل عہد کی فارسی شاعری بھی عالمی فارسی ادب میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایران میں صفوی دور شعر و ادب کے لئے کس قدر حوصلہ شکن تھا یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ دو سو سے زائد برس تک ایرانی شعرا کا مرکز و ماویٰ ہندوستان بنا رہا۔ مغلوں کی فیاضی اور ہنر پروری کی یادگار فقط تاج محل نہیں بلکہ غزالی مشہدی، خواجہ حسین ثنائی، فیضی، طالب آملی، کلیم ہمدانی، نظیری، عُرفی اور مرزا غالب جیسے مشاہیر بھی ہیں غالب کو بجا طور پر سلطنت مغلیہ کے زوال کا نعم البدل اور مشرقی تہذیب کا خورشید تاباں کہا جاتا ہے۔ آگے چل کر غالب کی تعمیر بیدل کی ڈالی گئی نیو پر کھڑی ہوتی ہے۔ مغلیہ عہد کی

8

فارسی شاعری، سبک ہندی کی طرح الگ پہچان رکھتی ہے یہ بابا فغانی سے ذرا آ گے کی بات ہےاورایرانی مزاج شعری سے بہت الگ اور وراشے ہے۔سبک ہندی کے شعرا نے اپنی قوتِ ایجاد سے صنف سخن غزل کو گنجینہ طلسم بنا دیا۔بعض ناقدین کا خیال ہے کہ ناصر ہندی اور بیدل کے عہد میں سیاسی وسماجی زوال نے شعرا کو متاثر کیا۔شعرااغیار کی فعال قوتوں کے معترف تھےاور مائل بہ تصوف ہو گئے۔لیکن میرے خیال میں بیدل کی شاعری پر زوال کے سرخ نشان چسپاں کرنادرست نہیں۔بیدل کی شاعری کی کئی جہتیں اور بہت سے پہلو ہیں۔تصوف ان جہتوں میں سے ایک ہےلیکن بیدل روایتی تصوف کے خلاف تھے۔بیدل کی شاعری میں زیست کا تموج وتحرک نمایاں ہے۔ان کی شاعری میں ہرقسم کے افکار کی بعض مثالیں مل جاتی ہیں۔میں نے زیرنظر کتاب میں بیدل پر لگائے گئے الزامات کی تردید کی ہےاور جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔بیدل کی شاعری میں نمایاں رجحانات اوراغلب نظریات کی بنیاد پرابوب قائم کیے گئے ہیں۔اس طرح بیدل کے نئے مطالعے یا قرأت کا آغاز کیا ہے۔ان ابواب میں تھیوری ڈسکس کرنے کے بجائے بیدل کے محاسن کلام کومثالوں کے ذریعے بیان کیا گیا ہے۔بیدلِ کی شاعری وسیع اقلیم ہے۔جس میں اونچے اونچے پہاڑ ہیں، بےآب وگیاہ بیابان، سرسبز وادیاں، موجزن آبجوئیں،الغرض گوناگوں چیزیں نظر آتی ہیں۔بیدل کسی جگہ رُکتے نہیں اوراپنے حساس قاری سے بھی یہی مطالبہ کرتے ہیں۔بیدل کے یہاں مضامین کا تنوع اوررنگارنگی شاندار ہے۔

بیدل کے یہاں محض عہد مغلیہ کے شعرا کی نازک خیالیاں نہیں اور نہ ہی ویسی رنگین بیانیاں ہیں، بلکہ تخیل آرائی اور پرکاری منفرد انداز میں وارد ہوئی ہے۔بیدل نے ابتدا میں بافغانی کا رنگ اپنایا تھا لیکن آگے چل کراپنا الگ رنگ تخلیق کیااور پوری کلاسیکی تاریخِ شاعری سے الگ تھلگ اپنے طلسماتی جہان کے مالک ومختار ہیں۔

یادرہے بیدل کے یہاں اعلیٰ تغزل بھی موجود ہے،معشوق کا حجاب حیا، خاموشی، بے

نیازی، حسن خداداد، حنائی دست و پا اور ہجر و فراق کی کیفیت، معشوق کی قاتل اداوں وغیرہ کا ذکر اسلوب خاص میں ہوا ہے۔ مندرجہ ذیل اشعار کی بداعت اور تازگی بے مثال ہے اور بیدل کی شاعرانہ عظمت کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہے۔

خاموشی آن لب به حیا داشت سوالی
دادیم دل از دست نگفتیم، جواب ا ست
(بیدل)

ترجمہ: ان لبوں کی خامشی حیا کے ساتھ اک سوال رکھتی تھی، ہم نے دل ہاتھ سے دے دیا اور اس سے نہیں کہا یہ اس کے سوال کا جواب ہے۔

ترحم است بر آن دل که گاه عرض و نیاز
زبی نیازئ فریاد رس گداخته است
(بیدل)

ترجمہ: اس دل پر رحم آتا ہے کہ جو عرض و نیاز کے وقت فریاد نہ سننے والے کی بے نیازی سے ٹوٹ گیا۔

ہوس ہزار گل و لاله گوں ہم ساند
کفت ہمان ز حنای نه بسته دارید رنگ
(بیدل)

ترجمہ: ہوس اگرچہ ہزار گل و لالہ کو ایک ساتھ پیس ڈالے تیرے ہاتھوں میں اسی نہ بندھی ہوئی حنا کا رنگ ہے۔

ہزار شکر که آخر ز حسن سعیِ وفا
حنای پای تو گردید اشک رنگینم
(بیدل)

10

ترجمہ: ہزار شکر کہ وفا کے حسنِ سعی سے میرا اشکِ رنگیں تیرا پاوں کی حنا بن گیا۔

به ہجر زنده ام آئینه پیش من مگذار
جدا زیار بخود روبرو شدن ستم است
(بیدل)

ترجمہ: ہجر میں زندہ ہوں میرے سامنے آئینہ مت رکھ دوست سے جدا ہو کر اپنے روبرو ہونا ستم ہے۔

تا خون من از خواب به صد حشر نخیزد
در سایه مژگانِ تو کردند شہیدم
(بیدل)

ترجمہ: تا کہ میرا خون نیند سے قیامت تک نہ اٹھے مجھے تیری مژگان کے سایے میں قتل کیا گیا ہے۔

آفت رنگِ حنا دست بہم سوده مباد
خونِ عاشق گنہی نیست، پشیمان نشوی
(بیدل)

ترجمہ: تیرا ہاتھ ملنا رنگِ حنا کے لئے مصیبت نہ بن جائے، عاشق کا خون کوئی گناہ نہیں ہے، پشیماں مت ہو۔

بیدل کے نزدیک اس جہاں کے مظاہر اور کسی بھی چیز کو دوام نہیں اس کا مطلب خالق اکبر کی بے نیازی ہے وہ اعلان کر رہا ہے ایسی ہی بیمثال چیزیں بنانا اس کا دستور ہے۔ اور انسان کے کالبد میں سراسر اریعنی روح موجود رہتی ہے۔ البتہ دنیا کے جمال وحسن پر سیاہی چھائی ہوئی ہے اور جہاں کہیں اس کا حسن و جمال دکھائی دے رہا ہے اس نے چشمِ بینا کو خیرہ کر دیا ہے۔

به عالمی که نگاهِ تو نشه طوفان است
ز خویش رفتنِ ما موجِ باده عنبی است
(بیدل)

ترجمہ: اس جہاں میں تیری نگاہ سے نشے کا طوفان آیا ہوا ہے ہمارا خود سے گذر جانا بادہ انگور کی موج ہے۔

جہاں جوش بہاری بی نیازیست
بیک صورت دو گل کم آفریدند
(بیدل)

ترجمہ: یہ دنیا بے نیازی کی بہار ہے جہاں ایک ہی صورت کے دو پھول کم پیدا کئے ہیں۔

در پردہ بود صورت موہوم ہستیم
آئینۂ خیالِ تو افشای راز کرد
(بیدل)

ترجمہ: میری ہستی کی موہوم صورت پردے میں تھی تیرے آئینہ خیال نے اس راز کو افشا کر دیا۔

بود عمری به برم دلبری نکشوده نقاب
بیدل این نیز ادای ست که من می دانم
(بیدل)

ترجمہ: ایک مدت تک دلبر میری آغوش میں رہا لیکن اس نے نقاب نہیں اتارا بیدل یہ بھی ایک ادا ہے جسے میں ہی جانتا ہوں۔

12

ز خوابِ ناز ہستی غافلم لیک این قدر دانم
که ہر کس برد نامِ تو، من بیدار می گردم
(بیدل)

ترجمہ: ہستی کے خوابِ ناز میں غافل ہوں اتنا ہی جانتا ہوں جب کوئی تیرا نام لیتا ہے میں بیدار ہوجاتا ہوں۔

تصویر حسن و قبح جہان تا کشیده اند
بر رنگ دیده اند مقدم زگال را
(بیدل)

ترجمہ: جب بھی دنیا کے حسن وقبح کی تصویر کھینچی گئی ہے اس رنگ پر سیاہی کو مقدم وغالب پایا گیا ہے۔

انسان ہمیشہ طول امل سے غفلت کا شکار ہوتا ہے طول امل یعنی امید ہی پر دنیا کا نظام قائم ہے۔طول امل ہوس کا راستہ ہموار کرتی ہے ہنرمندوں کے حق میں طول امل اور علائق زہر ہلاہل کا حکم رکھتے ہیں بیدل اس لئے قناعت کی حمایت کرتے ہیں۔

در ملکِ قناعت به مه و مہر مپرداز
گرنان شبی ہست وچراغِ سرِ شامی
(بیدل)

ترجمہ: اگر تجھے رات کی روٹی اور دیا میسر ہے تو قناعت کے جہاں میں مہ و مہر کی طرف توجہ مت دے۔

آبرو می طلبی، ترک طمع کن بیدل
این دو تمثال به ہیچ آئینه نه نشست بہم
(بیدل)

ترجمہ: اگر تو آبرو چاہتا ہے تو اے بیدل طمع کو ترک کر یہ دونوں کسی بھی آئینہ میں ایک ساتھ نہیں سما سکتی ہیں۔

ہر چند خاکِ من به غبارِ فنا رود
ای حسرتِ وصال تو دامن مچین زمن
(بیدل)

ترجمہ: ہر چند میری خاک غبار فنا کے ساتھ اڑی جا رہی ہے لیکن اے حسرت تو مجھ سے دامن نہ چھڑا۔

کو دلی کز ہوس آرائش دکانش نیست
درصفاخانه ہر آئینه بازاری ہست
(بیدل)

ترجمہ: کون سا دل ہے جس میں ہوس کی دکان نہیں سجی ہوئی ہے ہر آئینے کے صفاخانہ میں ایک بازار سجا ہوا ہے۔

ز نقشِ پای تو بوئے بہار می آید
بیا که جبہه نہم بر زمین و گل چینم
(بیدل)

ترجمہ: ترے نقشِ پا سے مجھے بوئے فصلِ بہار آ رہی ہے۔ آ بھی جا کہ ہم جبیں جھکا کر زمین پر رکھ دیں اور پلکوں سے پھول چنیں۔

بیدل کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ انہوں نے وحدت اور کثرت کو پیرائے بدل بدل کر جس انداز سے بیان کیا ہے اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ جس دل میں وحدت کا گذر ہوتا ہے وہاں کسی دوسرے کا گذر ممکن نہیں۔ جو ہر علوی جز وسفلی میں میں موجود ہے اسکو پرورش کی ضرورت ہے۔ انسان رہبر حقیقی کی تلاش میں سرگرداں رہتا

ہے۔ بیدل تارِ نفس کو اور دھڑکن کو پائے دوست کی آواز سمجھتا ہے۔ بیدل محبوب حقیقی کو اپنے دل کے اندر ہی تلاش کرتا ہے اور اپنے زانو کو جائے نماز کہتا ہے اور سر بہ زانو ہونا اس کے نزدیک نماز ہے۔

تو ہر جا می خرامی نازنیناں رفته انداز خوش
بود خورشید را یکسر غبارِ کاروان انجم
(بیدل)

ترجمہ: تو نے جہاں بھی قدم رکھا تیرے نازنینوں کے لئے از خود رفتن کی منزل آسان ہوگئی، سورج نکلتا ہے تو ستارے اس کی راہ میں گردِ کارواں بن جاتے ہیں۔

غیرِ درعالمِ تحقیق ندارد اثری
بیدل آئینه ما صورت ما می بیند
(بیدل)

ترجمہ: غیر حق یا ماسوائے حق کچھ ہے ہی نہیں ہمارے آئینہ میں خود ہمارا ہی عکس ہم کو نظر آتا ہے۔

تمام شوقیم لیک غافل که دل براهِ که می خرامد
جگر بداغِ که می نشیند نفس بآه که می خرامد
(بیدل)

ترجمہ: ہم سر بسر شوق ہیں لیکن ابھی یہ نہیں معلوم کہ دل کس راہ پر جائے اور ہمارا جگر کون سا داغ پسند کرے گا اور ہماری سانس کون سی آہ کے ساتھ خرام کرے گی۔

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہ بر کو میں
(غالبؔ)

جوہر علویست در ہر جزوِ سفلی موجزن
سنگ ہم با آن زمیں سراپا آتش است
(بیدل)

ترجمہ: جوہرعلوی ہر جزوسفلی میں موجزن ہے مادہ کا آخری ذرہ تک تڑپتا ہےاور توانائی سے بھرپور ہے پتھر کی رگوں میں آگ پوشیدہ ہے یہ بظاہر زمیں پر پڑا ہے مگر سراپا آتش ہے۔ بیدل کے نزدیک ازخویش بیروں آمدن نغمہ روح ہےاور وہ چشم بستن کوازخود گزشتن کا پل سمجھتے ہیں۔

نغمه تارنفس بی مژدۀ وصلی نبود
نبض دل تا می تپدآواز پای یار داشت
(بیدل)

ترجمہ: سانس کی تار کانغمہ وصال کی خوشخبری سنا رہا ہے دل کی دھڑکن سے آواز پای دوست آرہی ہے۔

یار را باید از آغوشِ نفس کرد سراغ
آنقدر دور متازید که فریاد کنید
(بیدل)

ترجمہ: دوست کا سراغ آغوش نفس میں موجود ہے اس قدر دور نہ جاو کہ فریاد کرتے پھروگے۔یعنی بھٹک جاؤگے،غبارنفس ہی اس راستہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

ره دیر و کعبه نرفته ام بسجودِ یادِ تو خفته ام
سرِ زانوی که نداشتم که نمودِ جای نماز من
(بیدل)

ترجمہ: میری نظر میں کعبہ و دیر رسمی تکلفات ہیں تیرا شیدائی تجھے ہر جگہ یاد رکھتا ہے اور ہمیشہ تیری یاد میں مست ہے اس کا معمول یہ ہے کہ ہمہ وقت سر بسجدہ رہتا ہے اس کا زانو جائے نماز ہے۔

محیط بے ساحل میں بیدل کی شاعری کے حوالہ سے اٹھارہ ابواب قائم کئے گئے ہیں یعنی سبک ہندی، فطرت نگاری، تراکیب و اصطلاحات، شرح اصطلاحات، بیدل و غالب، تجدد امثال، بیدل برگساں اور اقبال، بیدل کا حرکی نظریہ استعجاب و حیرت، صنائع و بدائع وغیرہ کوشش کی گئی ہے کہ بیدل کی تفہیم آسان بنائی جائے مجھے امید ہے یہ کتاب بیدل کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوگی۔ بیدل کا فکر و فن طویل بحث اور ضخیم کتاب کا متقاضی ہے۔ اس مرقع میں، میں نے بیدل کے اشعار (ترجمہ کے ساتھ) کثرت سے پیش کئے ہیں۔ یہ اشعار میرے لئے ایک طرح کے نقیب اور ہاتف تھے جنہوں نے بیدل کے کلام کی تفہیم کے سلسلے میں میری رہنمائی کی۔ میں نے بیدل کے اشعار کے تضادات کو تطبیق دینے کی کوشش کی ہے۔ امید ہے کہ میری یہ کاوش قارئین کو پسند آئے گی اور بیدل کی تفہیم کو آسان بنائے گی۔ کیونکہ بیدل کو بیدل کے ہی کلام سے سمجھنا میرے نزدیک اولیٰ ہے۔ بیدل کی کلیات کے علاوہ میں نے زاید از چالیس کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ البتہ بیدل کو سمجھنے کا کوئی بھی دعویٰ کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ بقول بیدل:

معنی بلند من فہم تند می خواہد
سیر فکرم آسان نیست کوہم و کتل دارم
(بیدل)

ترجمہ: میرے بلند معانی سمجھنے کے لئے تیز دماغ درکار ہے میں پہاڑ ہوں اور میرے سیر و سیاحت کرنے والوں کو کئی دشواریاں پیش آتی ہیں۔

OO

باب-۱

بیدل: شخصیت اور فن

به معنی محیط و به صورت نمی
زموجِ نفس در قفس عالمی
(بیدل)

ترجمہ: انسان حقیقت میں سمندر ہے اور ظاہری طور پر ایک قطرہ ہے۔ سانس کی لہروں سے اس کے کالبد سے ایک جہان پوشیدہ ہے۔

بیدل ہندوستان کے اہم ترین فارسی شاعر ہوئے ہیں اور سبک ہندی کے امام، پٹنہ عظیم آباد میں پیدا ہوئے تھے ان کے آباء واجداد کا تعلق ترکوں کے آرلاس قبیلہ سے تھا ان کے والد سپہ گری سے وابستہ تھے۔ غالب کی طرح بیدل نے بھی بچپن میں یتیمی کا رنج اٹھایا اور سگے چچا نے ان کی کفالت کی اور تعلیم و تربیت کی ذمہ داری بھی سنبھالی، ابتدائی دور میں بیدل، سبک خسروانہ وایراقی کی طرف متوجہ ہوئے۔ بیدل سعدی سے متاثر تھے اور ان کے معتقد بھی سعدی کے اس مصرع ''بیدل از بی نشان چہ گوید باز'' سے ''بیدل'' اپنا تخلص رکھ لیا۔ نو جوانی میں بادشاہ شاہ جہان کا آخری دور پایا۔ بیدل نے تصوف اور فلسفہ وغیرہ کے مبادیات مرزا ظریف سے سیکھے۔ بیدل ان کی معیت میں اڑیسہ بھی گئے جہاں ان کی

ملاقات شاہ قاسم ہوااللہی اور کامل مرد عارف شاہ کابلی سے ہوئی اور چند اور بزرگوں سے بھی مراسم رہے۔ بیدل کچھ عرصہ فوج میں بھی رہے۔ مشہور ہے کہ اورنگ زیب کے بیٹے شہزادہ محمد اعظم شاہ نے جب اپنی مدح لکھنے کو کہا تو بیدل نے فوج کو خیر باد کہا، بیدل کئی سال تک اکبرآباد، شاہ جہان آباد، حسن آباد، لاہور، متھرا وغیرہ مختلف مقامات پر ٹھکانے بدلتے رہے۔ بالآخر دہلی میں آئے اور ہمیشہ کے لئے وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ دہلی میں انہیں نواب شکراللہ خان سے تاحیات وظیفہ ملتا رہا۔ بیدل نے دہلی میں ہی وفات پائی اور اپنے رہائشی مکان میں دفن ہوئے۔ ان کا مکان ہی انکا مقبرہ بن گیا جہاں باضابطہ عرس ہوا کرتا تھا لیکن بعد میں نادر شاہ کے حملے کے دوران دلی کا نقشہ ہی بدل گیا اس طرح ان کا آخری نشان مٹ گیا اور بھولی ہوئی ایک داستان بن گیا۔

برصغیر اور افغانسان میں بیدل سبک ہندی اسلوب کے سب سے بڑے شاعر تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اس سے بڑی سعادت کیا ہوگی کہ اردو کے دو عظیم شاعر میری مراد، غالب واقبال ان کے ریزہ چینوں میں سے ہیں اور مدحت سرا بھی۔ خزانہ عامرہ کے مصنف مولانا آزاد بلگرانی نے خزانہ عامرہ میں صراحت سے لکھا ہے۔

> "ہندی زبانان پارسی گوی درہند بیشتر از فارسی زبان در تدویر عرس بیدل شایق بودند۔میرزا اسد اللّٰہ غالب شاعر شہیر ہند که به فارسی ہم شعرہای بلندی دارد، یکی از پیروان و شاگردان مکتب بیدل بود. (آنندرام مخلص) ہم که از پیروان مکتب بیدل بود چنین گوید، پس از امیر خسرو دہلوی ہیچ شاعری در ہند ظہور نکرد تا بتواند با بیدل ہمسری نماید"۔

میرزا اسداللہ خان غالب بیدل را چنین می ستاید:

ہمچنان آن محیط بی ساحل

قلزمِ فیض میرزا بیدل

(غالب)

میں نے غالب جو کہ بیدل کا معنوی شاگرد تھا کے محولہ بالا شعر سے اس کتاب کا نام محیط بے ساحل اخذ کیا ہے۔ غالب کے دل ودماغ پر بیدل کا سحر ایسا چلا کہ وہ زندگی بھر ان کے رنگ سخن کو سراہتے رہے۔

اسد ہر جا سخن نے طرح تازہ ڈالی ہے

مجھے طرز بہار ایجادئی بیدل پسند آیا

(غالب)

غالب نے بیدل کی استادی پر ناز کیا اور اقبال نے بھی بیدل کی عظمت کے جھنڈے لہرائے۔ اقبال کے مطابق شنکر آچاریہ کے بعد بیدل ہندوستان کے سب سے بڑے فلسفی ہیں ان کا نظریہ وحدت الوجود ابن العربی سے ملتا جلتا ہے۔ بیدل نے ہر صنف شاعری میں اشعار کہے اور خوب کہے، بالخصوص غزل مثنوی رباعی اور قصیدہ میں، بیدل ید طولیٰ رکھتے تھے۔

مثنویات میں بیدل نے محیط اعظم مثنوی کو فصوص الحکم کے انداز میں لکھا ہے۔ بیدل انسان کو مست مئے الست اور ذات مطلق کو اس کا میخانہ قرار دیتے ہیں۔ طلسم حیرت، مثنوی انسانی معراج کا سفر ہے۔ جبکہ طور معرفت میں مظاہر قدرت پر گہری نظر ڈالی ہے۔ بیدل کی شہکار مثنوی ''عرفان'' ہے اس میں داستانی انداز میں وحدت الوجودی نظریات بیان کئے ہیں۔ چہار عنصر بیدل کی خودنوشت سوانح ہے۔ بیدل قطعات ادبی وتاریخی اہمیت رکھتے ہیں۔ نثر ونظم سے مترکب رقعات کے علاوہ نثری کتاب نکات بیدل ان کے معتقدات نظریات واخلاقیات کی حامل ہے۔ بیدل نے مناقب وقصائد بہت کم لکھے۔ تصوف پر ''تنبیہ المہوسین'' کا ذکر آیا ہے۔ لیکن یہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری۔

یہ سب تخلیقات کا سلسلہ اپنی جگہ مسلم لیکن میرے خیال میں بیدل کا سب سے بڑا کارنامہ ان کا دیوان غزلیات ہے جس میں کم وبیش پچاس ہزار اشعار شامل ہیں۔ یاد رہے۔ غزلیات کے دفتر نے انکو دنیا کے عظیم شعرا کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا ہے، غزل کو انہوں نے روایتی گل وبلبل اور شمع و پروانہ کی شاعری سے باہر نکالا جس طرز شاعری کے بیج بابا فغانی نے بوئے تھے اس نوتر دو فصل کو بیدل نے نلوایا، سینچا، کاٹا، بتوارا، گاہا، پھٹکایا، گوڑا اور پھر اس مہکتے ہوئے سونے کو کٹھلیوں اور کھتوں میں بھر دیا۔

بے شک بیدل کا سکہ ہر جگہ دلوں کے جہاں میں چلتا ہے بیدل نے ہمیں ایرانی عشقیہ و بیانیہ شاعری کے اکہرے پن سطحیت اور پایاب شعری روایت سے باہر نکالا۔ بیدل نے تصوف کے اسرار کے دفاتر لکھ دیے ہیں۔ شاعری میں وجدان، عقلی استدلال اور حسن تعلیل کے طرز کو نو بام پر پہنچایا۔ کہاں عطار و سعدی کا پند نامہ و کریما اور کہاں بیدل کا شعری استدلال اور تشبیہاتی نظام۔ ''چہ نسبت خاک را با عالم پاک''۔

نمونہ کلام بیدل:

فرصتی داری زگرد اضطراب دل برآ
ہمچوخون پیش ازفسردن از رگ بسمل برآ

ترجمہ: اگر فرصت ہے تو دل سے بے چینی کی گرد جھاڑ کر باہر آ جا اس سے پہلے کے لہو کی طرح بہے رگ بسمل سے آپ ہی باہر آ جا۔

ریشۂ الفت ندارد دانۂ آزادی ات
ای شرر نشو و نما زین کشت بیحاصل برآ

ترجمہ: محبت کے رگ وریشے میں آزادی کا بیج نہیں، اس لئے اے نشو ونما کی شرر، کشت بے حاصل سے باہر آ جا۔

از تکلف در فشار قعر نتوان زیستن،
چون نفس دل ہم اگرتنگی کند از دل بر آ

ترجمہ: اگر تکلف نے فشار قعر یعنی پانی کے نیچے دباؤ جیسی حالت اور گھٹن محسوس ہوتی ہے تو سانس کی طرح سینے سے باہر آ جا۔

قلزم تشویش ہستی عافیت امواج نیست
مشت خاکی جوش زن سرتا قد م ساحل بر آ

ترجمہ: تشویش کے دریا میں موجوں سے زندگی کو خطرہ ہے۔ اے مشت خاک انسان جوش مار اور بے خطر ساحل ہو جا۔

حضور وحدتم جز در دلِ محرم نمی گنجم
مئے مینائی تحقیقم بظرف کم نمی گنجم

ترجمہ: میں وحدت کے حضور پہنچ چکا ہوں، دلِ محرم کے سوا کہیں اور نہیں سما سکتا ہوں۔
مئے مینائی تحقیق کی تشریح۔
مینائی یعنی روغنی برتن جس میں شراب رکھی جاتی ہے یعنی چینی صراحی (Ceramics or Chinese ware) میری تحقیق کی اجلی اور انوکھی شراب تنگ ظرف میں نہیں سما سکتی۔

باین وحشت که دارد گرد تمثال جنون من
بہشتم گر شود آئینه چون آدم نمی گنجم

ترجمہ: اس قدر وحشت زدہ ہوں کہ اگر میں بہشت میں جاوں تو آدم کی طرح وہاں نہ ٹھہر سکوں۔

گہی صد آسمان در چشم موری می کنم جولان
گہی در صد محیط آغوش یک شبنم نمی گنجم

ترجمہ: کبھی چیونٹی کی آنکھ میں سو آسمانوں کو گردش میں لاتا ہوں۔ کبھی میں شبنم

کی آغوش میں نہیں سما سکتا۔

گہی زان رنگ میکاہم کہ سر در ذرہ می زدم

گہی زان شوق می بالم کہ در خود ہم نمی گنجم

ترجمہ: کبھی تو ذرے میں سر چھپاتا ہوں اور کبھی شوق کے پر اگاتا ہوں اور خود سے باہر نکل جاتا ہوں۔

بیدل نہایت حساس الطبع شخص تھے انہوں نے عام زندگی کے واقعات اور مناظر فطرت سے تعلیل کے طریقے سے شعری دلائل منتج کئے ہیں۔ ان کی اس مخصوص منطق کا کوئی جواب نہیں، اردو میں غالب پہلا عظیم شاعر ہے جس نے طرز بیدل کو فروغ دیا بلکہ اس کی طرز کی آمیزش سے ایک نئی طرز ایجاد کی، بیدل اور میرزا دونوں اپنی اپنی طرز کے موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ بیدل تخیلاتی جہاں میں رہتے ہوئے بھی زمینی علائق اور صداقتوں سے غافل نہ تھے۔ ان کے کلام کی خامیاں دراصل سبک ہندی کے سب شعرا کی مشترک خامیاں ہیں یعنی اسلوبیاتی نوعیت کی یعنی روایتی زبان سے گریز کرنا دقیقہ بیانی، حسنِ نو جوئی اور تفنن پسندی کا اہتمام کرنا۔ ورنہ ان کے یہاں کمال ہی کمال ہے۔ اقبال کے یہاں مزدور دنیا کا ذکر بیدل سے ملتا جلتا ہے، البتہ بیدل نے اسے پر پیچ اسلوب میں پیش کیا ہے جبکہ اقبال کے یہاں سطحی بیانیہ کا زور وا جبار ہے اور جذبات کا شور وشغب۔ بیدل نے مزدور اور مظلوم لوگوں کے درد کو اپنے سینے میں محسوس کیا اور لازوال اشعار کہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

(بیدل)

ترجمہ: مظلوموں کی آہ سے ڈر کہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو خدا کی بارگاہ سے اجابت انکے استقبال کے لئے آتی ہے۔

چه شد اطلس فلک قبا که درید آں ملکی ردا
که تو در زیاں کدۂ فنا پی یک دو گز کفن آمدی
(بیدل)

میر نے یہی خیال یوں پیش کیا ہے۔

منعم کے پاس قاقم و سنجاب تھے تو کیا
اس رند کی بھی رات کٹی جو کہ عور تھا
(میر)

اے قطرہ گہر شدہ نازم به ہمتت
کز یک گره پل از سر دریا گزشته ای
(بیدل)

ترجمہ: اے قطرہ تیری ہمت پر گوہر کو ناز ہے تو نے اپنی ایک گرہ کو سرِ دریا پل بنایا اور اپنی منزل پالی۔

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد رنگ نہنگ
دیکھیں کیا گزرے ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک
(غالب)

جز به ہم چیدن کسی را با تصرف کار نیست
گندم انبار است ہر سو لیک قحط آدمیست
(بیدل)

ہر طرف گندم کے ڈھیر ہیں لیکن زمیندار یا مالکان اراضی کے علاوہ اسے اٹھانے والا کوئی (کاشکار یا کسان) نہیں۔

سر به غفلت مفرازید زآہِ مظلوم
برق خفته ست بفوّاره ی آہِ خشکش

ترجمہ: لاپرواہی اور تکبر سے اپنا سر اوپر نہ اٹھا کیونکہ مظلوم کی خشک اور پُر سوز آہ، میں بجلی چھپی ہوئی ہوتی ہے۔

ندانم این ہمه کوشش برای چیست که چرخ
زانجم آبله دارست چوں کفِ مزدور

ترجمہ: سمجھ میں نہیں آتا یہ حیلہ سازی کس لئے ہے، مزدور کی ہتھیلی آبلوں سے اس طرح پُر ہے جیسے کہ آسمان ستاروں سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخِ امراء کے در و دیوار ہلا دو
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہیں روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

(اقبال)

بیدل کا کمال نہ وجدانیت ہے نہ تصوف، نہ تفلسف، نہ ہی حکمت، بلکہ وہ اس کا زبردست تشبیہاتی نظام ہے اور حسن تعلیل۔ بیدل کی نازک خیالیاں اور اس کی معنی آفرینی حساس قاری کو تخیل کی ان بلندیوں تک لے جاتی جہاں سبک ہندی کا کوئی دوسرا شاعر نہیں لے جا سکتا۔ ہندوستان میں امیر خسرو کے بعد بڑی شاعری بیدل اور غالب نے کی ہے۔ تمثیلی رنگ کے شاعر ملا طاہر غنی کا نام بھی بھلایا نہیں جا سکتا۔ بیدل کی طرز مخصوص کے بعض نمائندہ اشعار:

موج ما یک شکن از خاک نجوشید بلند
بحر عجزیم که در آبله طوفان کردیم

ترجمہ: ہماری موج ذرا بھر بھی خاک سے باہر نہ بلند ہوئی۔ ہم خاکساری کے دریا تھے اور آبلہ کے اندر ہی طوفان برپا کر دیا۔

غیر وحشت نشد از نشۀ تحقیق بلند
می به ساغر مگر از چشم غزالان کردیم

ترجمہ: جس نے ہمارے کلام میں معانی کی تلاش کی تحقیق وہ مشوش ووحشت زدہ ہوا کیونکہ ہم نے غزالوں کی آنکھوں کے پیالوں میں مے انڈیل دی ہے۔

رہزنی داشت اگر وادی بی مطلب عشق
عافیت بود کہ زندانی نسیان کردیم

وادی عشق میں رہزنی سے خائف نہیں ہوں ہے بلکہ میں عافیت سے ہوں کیونکہ مجھے اسکی یاد تک نہیں یعنی اس کو طاق نسیاں کر چکا ہوں۔

غالب نے اسی خیال کو برجستگی وصفائی سے پیش کیا ہے۔

رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو
نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
(غالب)

حاصل ازہستی موہوم نفس دزدیدن
اینقدر بود کہ بر آینہ احسان کردیم

چند سانسیں، زندگی سے اتنا ہی تمتع پایا ماجرا یہ ہے کہ ہم نے آئینہ پر احسان کیا۔ یعنی دھندلا کیا۔

دیدہ را باز بہ دیدار کہ حیران کردیم
کہ خلل در صف جمعیت مژگان کردیم

ترجمہ: آنکھیں دیدار کے لئے کھلی تھیں کہ مژگانوں کی جمعیت نے خلل ڈال دیا۔ یعنی جھپکنا حائل نظارہ ہوگیا۔

○○

باب -۲

بیدل ہندوستانی روایت کا شاعر

یارم ہرگاہ در سخن می آید
بوی عجبیش از دہن می آید
این بوی قرنفل است یا نکہت گل
یا رائحۂ مشک ختن می آید

یعنی: محبوب جب بھی بات کرتا ہے اس کے منہ سے عجیب قسم کی خوشبو آتی ہے۔ یہ لونگ (Clove) کی خوشبو ہے یا پھول کی خوشبو یا پھر مشک ختن سے رچی بسی ہوا کا کوئی جھونکا ہے۔

واضح رہے کہ بیدل ہندوستانی مزاج اور روایت کا شاعر ہے، ایرانی روایات اور لب و لہجہ سے اسکا کوئی واسطہ نہیں۔ بیدل کا کمال سبک ہندی کو کمال پر پہنچانا ہے۔ یہاں ایرانی ناقدین نے یہ غلطی کی ہے کہ انہوں نے بیدل کو ایرانی مزاج و نہج اور زبان کے متداول اصولوں پر پرکھنا چاہا، اس طرح ان سے نہ صرف بیدل کو سمجھنے میں غلطی ہوئی بلکہ وہ دوسرے ممالک میں فارسی زبان کے لہجوں کی شناخت، متنوع اسالیب اور انکے اثاثی پہلوؤں کو سمجھنے سے قاصر رہے۔ اس طرح فارسی زبان کی آفاقیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔ سب جانتے ہیں کہ انگریزی زبان کے کئی مستند اسٹائل ہیں۔ جیسے انگریزی، امریکی، ہندوستانی وغیرہ

فارسی ناقدین کی یہ کج فہمی قابل تر دید ہے جو زبان فارسی کے دائرہ اقبال اور وسیع تر مفاد کی راہ کی بڑی رکاوٹ ثابت ہوئی۔ بہر کیف۔ بیدل نے اپنے کلام ہندوستان کے ماحول اور روایتوں کا ذکر کیا ہے۔ یہی انکا امتیازی وصف ہے۔ اور پہچان کا تکمہ بھی۔

مثال کے طور پر ہندوستانی لوگ بطور موتھ فرشنر (Mouth Freshner) سپاری، پان، لونگ وغیرہ چبھاتے ہیں احتیاط کے باوجود ہندوستانی شہروں میں پان کی پیک سے راستے گلیاں اور لوگوں کے لباس تک آلودہ ہوتے رہتے ہیں اور بات کرتے وقت پان کی مہک چبھانے والوں کے منہ سے آتی رہتی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ بیدل نے اپنی مثنوی ''کیفیت پان'' میں پان کی کیفیت پر بانوے اشعار کہے ہیں۔ بات یہاں ہی نہیں ختم ہو جاتی ہے اس کے بعد ''کیفیت بحث پان'' کے عنوان کے تحت ایک دوسری مثنوی کہی ہے۔ اس میں ایک سو اٹھارہ اشعار کہے۔ اس طرح پان پر دو سو دس اشعار کہے ہیں۔ مزید سپاری اور چونہ پر بھی مثنویاں کہی ہیں۔ جس کا ذکر آگے ہوگا۔

چه پان انتخاب گلستان ہند
ہمه نسخۂ ناز سبزان ہند

ترجمہ: کیا کہنے پان باغ ہند کا چنندہ تحفہ ہے۔ ہند کے سبز جمالوں کا نسخہ ناز ہے۔

طراوت نگاران حسن مقال
ازو گر نویسند رنگ خیال

ترجمہ: یہ پان طراوت نگاروں کا حسن بیان ہے اور وہ اسی سے خیال کے خانوں میں رنگ بھرا جاتا ہے۔

سیاہی بشنگرف گردد بدل
ورقہا برآید حنائی عمل

ترجمہ: دلوں کی سیاہی شنگرف یعنی نارنجی رنگ میں بدل جاتی ہے اور کتابوں کے

اوراق حنائی عمل سے گزرتے ہیں۔

وگر عند لیبان معنی بیان
بباغ خیالش کنند آشیان

اگر معنیِ بیان کی بلبلیں، خیال کے باغ میں آشیانہ بندی کریں۔

نوایی که از طبعشان سر زند
در آئینه برگ گل پر زند

ترجمہ: اور طبع زاد نوا سرزد ہو تو آئینہ برگِ گل میں پر لگ جائیں۔

زبانها ز رنگینیش برگ گل
لب از الفتش نسخهٔ جام مُل

ترجمہ: زبانیں اس کی رنگینی سے برگ گل جیسی ہیں اور ہونٹ اس کی یعنی پان کی محبت سے شراب کے جام کی اصل کیفیت کے حامل ہیں۔

تکلم ز فیضش گل افشان راز
تبسم شفق پرور صبح ناز

ترجمہ: تکلم کو پان کے فیض نے راز کی گل افشانی پر ابھارا۔ اور تبسم اسی کے صبح ناز کا شفق پروردہ ہے۔

بهارش بهر جا رہی بردہ است
گل آنجا دہن ہای پان خوردہ است

ترجمہ: بہار نے جہاں بھی اپنا راستہ ہموار کیا ہے (لگتا ہے کہ) پھولوں نے وہاں وہاں پان کھایا ہوا ہے۔

بصدنکہت گل تکلم ازو
ہلال شفق را تبسم ازو

ترجمہ:تکلم نے پان سے سو طرح کی خوشبوئیں اڑائیں اور ہلالِ شفق نے اس سے مسکراٹ پائی۔

زرنگش ز پانہا عقیق یمن

ببویش نفس ہا نسیم ختن

ترجمہ: عقیق یمن نے سرخی پان کے رنگ سے کی اور نسیم ختن نے اسی سے خوشبو کا فیض اٹھایا۔

چو حرف وفا آبروی بیان

چو حمد خدا نور شمع زبان

ترجمہ: جس طرح حمدِ خدا، نورِ شمع زبان ہے، ٹھیک اسی طرح پان سے حرف وفا آبروی بیان ٹھہرا ہے۔

زمرد سرشتی است این سبز پوش

که دارد رگ خون یاقوت جوش

ترجمہ: یہ سبز پوش، زمرد سرشت ہے اس کی رگِ خون سے یاقوت رنگ جوش ٹپکتا ہے۔

زبانی درین بزم نیرنگ نیست

که چون شمع از حرف پان رنگ نیست

ترجمہ: اس پرفریب بزم میں کوئی بھی زبان ایسی نہیں کہ جس میں شمع کی طرح، پان کے حرف کا رنگ نہیں۔

با این معنی از زخم پی بردن است

لبی راکه پان نیست خون خوردنست

ترجمہ: اس طرح جس ہونٹ نے پان کا مزہ نہیں چکھا، زخم پانے کے درپئے

ہے اور وہ حسرت کا مارا اپنا خون پیئے گا۔
سپاری پر بیدل نے مثنوی کہی ہے سپاری کو باریک کتر کر ہی یا پان کے ہمراہ چونا، کتھ الائچی ملا کر کھاتے ہیں۔ بیدل نے کیفیت بحث چونہ اور پان کے وصف کا عمدہ بیان ہے۔ اور منظر نگاری۔

سپاری کند تا وداع بیان
شرر کاری چونه شد پر فشان

چونہ یعنی چونا۔

که خوبی گراز لاف باشد مراد
زکوس و دہل پیش نتوان افتاد

اگر رنگ پان شعله در بر گرفت
ہم از پنبه ام اینقدر در گرفت

مگر یابم از لعل خوبان امید
که دام امید است چشم سفید

OO

باب ۳

بیدل بحیثیت فطرت نگار

بیدل نے ہند کے چمن زاروں، باغوں، بہاروں، یہاں کے گرم وسرد پانی کے چشموں پر مثنویاں کہی ہیں اوران سے عارفانہ نکات بیاں کئے ہیں۔اور یہ سب ''طور معرفت'' یا ''گلگشت حقیقت'' میں شامل ہیں طور معرفت کی ابتدا میں بیدل نے اپنے کوہ بیرات کی سیر پر یادگار زمانہ مثنوی کہی ہے۔ابتدائی اشعار:

بدریا گر نداری آشنائی
کف خاکی زساحل کن گدائی

ترجمہ: اگر دریا سے آشنائی نہیں تو ساحل کی مشت خاک بھیک مىں مانگنی چاہئے۔

اگر در دیده سامان نگاہی است
برون انجمن ہم جلوہ گاہی است

ترجمہ: اگر آنکھ میں خوش نگاہی موجود ہوتوتو ہر جگہ اس کی جلوہ گاہ ہے۔

غرض بوی نوای آشنا گیر
زہر گردی سراغ توتیا گیر

ترجمہ: اگر آواز کی خوشبو گرفت میں آجائے تو ہر گرد کے تودے سے توتیا کا نشان مل سکتا ہے۔

بیدل نے قدرت کے مناظر اور مظاہر کو مخصوص نظر سے دیکھا ہے۔ انہوں نے ہر جگہ ہر چیز کو خدا کے وظیفہ میں ڈوبا ہوا دیکھتے ہیں۔ اشعار دیکھیں:

چه صحرا و چه دریا، وچه کهسار
همه مشتاق تست ای غافل از کار

اگر صحرا ست وراهت خراب است
وگر دریا ست از شوق تو آبست

نه کوهت سنگ ره نی در نه دیوار
دو عالم بر صدا راهیست هموار

''درصفت کوہ بیرات'' کے عنوان کے تحت بیرات کے پہاڑوں کے جا بجا پھیلے ہوئے سلسلے ان کے نشیب و فراز، درے اور بالخصوص چوٹیوں کا ذکر کیا ہے بیدل کو وہاں رقص جمل یعنی اونٹ کے ناچنے کا منظر دکھائی دیتا ہے اور پہاڑ انہیں قدرت کے نشہ پرور جام دکھائی دیتا ہے۔ ایک مقام پر کہتے ہیں فلک اپنی انگوٹھی پر ناز کرتا ہے کہ پہاڑ اس کا نگینہ ہے۔ دوسری جگہ کہتے ہیں کہ تصور یہاں احرام باندھے ہوئے دکھائی دیتا ہے یعنی مناظر کا طواف کر رہا ہے۔ کوہ بیرات کی ہوائے مرطوب اور موسم خوشگوار کا بیدل نے نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے۔

فضا طرح بنائی کرد ایجاد
که طوفش کوه را رقص جمل داد

برنگ بادہ یکسر نشه پرور
طلسم کوہسارش خط ساغر
فلک نازید بر انگشترینش
که حاصل شد نگینی چون زمینش
تصور ہر طرف می بندد احرام
ہمان به خنده گل ریزند گام
رطوبت آنقدر صافی نگار است
که لوح نو خطان ہم بی غبار است

''صفت ابر'' کے تحت لکھتے ہیں: بجلی چمکنے سے کبھی آفاق مسکراتے ہیں، کبھی خاک پر آنسوں کی جھڑی لگتی ہے اور بادل اپنی چھاتی کو تیغ کوہ سے ملتے ہیں اور کبھی وہ دشت کا راہ لیتے ہیں اور زار و قطار روتے ہیں۔ پہاڑوں پر منڈلاتے بادل گویا ہاتھی ہیں جن کی سونڈ نے ان کی چوٹیوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہے۔ کمال کی امیجری ہے اور منظر کشی۔

به تیغ کوہی گاہی سینه مالد
گہی گیرد رہ دشت و بنالد

نگویم ابر مستی نشه فیلی
بگردون موج زن دریای نیلی

ولی فیلی که تا جوشید میلش
بپیچد کوہ را خرطوم سیلش

بیدل نے صفتِ قطرہ، صفتِ حباب، صفتِ قوسِ قزح، صفتِ شرار، صفتِ چاہِ معدن، صفتِ چشمۂ گرم، صفتِ باغ، صفتِ گلہای باغ، صفتِ سمن: مثنویات لکھ کر

قدرت سے اپنے عشق کا اظہار کیا ہے۔ ان کی تفصیل طور معرفت میں موجود ہے۔

''قوس قزح''، کو بیدل نے ''نقشِ تحیر'' کہا ہے، جس کے آگے دوشِ تفکر خم دکھائی دیتا ہے۔ وہ اسے کبھی تو رگِ ابرِ بہار کہتے ہیں کبھی ریشۂ فردوس کا طلسم ہوشربا اور کبھی لب جام پر خیال لعل نو خط۔ کیا کہنے! شعر دیکھیں:

چگویم چیست آن نقش تحیر
که خم شد این زمان دوش تفکر

رگِ ابرِ بہارستان نیرنگ
طلسم ریشه فردوس در چنگ

پر طاؤس صافِ رشته دارم
خیال لعل نو خط بر لب جام
(بیدل)

یک ذره نه دیدم که پر طاوس نماند
نیرنگ خیالت به ہزار آئینه پر داد
(بیدل)

ترجمہ: مجھے ہر ایک ذرہ میں طاوس یعنی حسن فطرت دکھائی دیتا ہے۔ تیری نیرنگی خیال نے آئینوں کو پر دیے۔

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا
موسیٰ نہیں جو جو سیر کروں کوہ طور کا
(سودا)

OO

باب ۴

تراکیب واصطلاحات بیدل

بیدل اپنی زبان کے خالق بھی ہیں اور موجد بھی۔انہوں نے اپنے کلام میں بیشمار انوکھی تراکیب واصطلاحات استعمال کی ہیں۔ بیدل برہنہ گوئی اور سہل نگاری کے بجائے معمائی لہجہ اور مشکل پسندی کے علمبردار ہیں۔بیدل کے یہاں دوحرفی،سہ حرفی تراکیب بکثرت ملتی ہیں چہارحرفی تراکیب کے مقابلہ پنج حرفی وشش حرفی تراکیب خال خال ہی ملتی ہیں۔زیادہ تر تراکیب سے تصنع وتکلف کا شائبہ نہیں ہوتا۔البتہ بعض تراکیب گنجلک اور معمائی کیفیت کی حامل ضرور ہیں۔میں نے بیدل کی غزلیات سے ان تراکیب کو الگ کر کے مرتب کیا ہے اس سلسلہ میں حمیدرضا قلیچ خانی کی ''اصطلاحات نسخہ پردازی در دیوان بیدل'' سے بھی میں نے استفادہ کیا ہے قلیچ خانی نے بطورنمونہ بعض اصطلاحات کی شرح بزبان فارسی لکھی ہے۔لیکن بیدل کی اصطلاحات پر مزید کام کی ضرورت ہے۔ بیدل کی یہ خلاقی رشک صدنگارستان چین اور بیشمار معنویت سے لبریز ہے۔جس کا ذکر آگے آئے گا۔بیدل کی ترکیبات گنجینہ طلسم معانی ہیں۔

بعض مثالیں ملاحظہ کریں۔

فی تراکیب :

نیرنگ خیال، اقبال جنون، بگین شہرت، سنگ وقار، محیط آغوش، رقص بسمل، حضور وحدت، انشاء تحیر، آفت آثار، جریدہ ءآثار، بوی اثر، ربط اجزا، اجزای دہر، اشارت کدہ (ناز) سرِ رنگ (رنگ سر رنگ ریختن) اوراق معنی، مخالف اثر، اجزای نگاہ، انتخاب ادا، برات تازگی، برات خواب، برات مسلمی، برات ہلالی، برات آزادی، بیاض چشم،، بیاض سحر، باغ بیرنگی، برات رنگ، دیوار رنگ، دفتر انتخاب، الوان نعمت، فتح باب، بہزاد قدرت، رگ تخیل، تراش خامہ، شوخی تجرد، پر طاؤس، داغ جبین، تمغای وفا، جریدہ ءآثار، جزو دیگر، جزو محقر، جریدہ ءحاجت، احاطہ جلد، ہزار جلد،، حرف سلف، حرف ریایی، حرف عنصر، یک نوا، حکم خامشی، حواشی حیرت، شور حواشی، حسرتِ صریر، بار مشق، تقریر خامہ، انتخاب دفتر، مصرع موزون، ورق انتخاب، داغ انجام، انشای تغافل، بہار انشا، فرد باطل، رگِ گل، خامہ ءبہزاد، بیاض دیدہ، خامہ پرداز، پردہ ءتحقیق، پردہ لفظ، پرکار ہمت، تختہ ءمشق۔ خامہ ءتحریر، تصور خام، کلف تصور، تصویرِ انتظار، ساغر تصویر، شعلہ ءتصویر، لشکر تصویر، تمثال غیر، جریدہ ءراز، جوہر ناطقہ، رنج حنا، رنگ جستہ، رنگ جولان، رنگ خوبی، رنگ خیال، تعلق رنگ، خامہ نوا، زخم زبان، خط جادہ، خط کہکشان، بہار خط، خیالِ خطا، خیال گل، خیال نگاہ، جبین خیال، کانون خیال۔ ویرانہ ءخیال، دیوان صبح، رشتہ ءشمع، بالغ نظران، حیرت رقمی، یک قلم، یک رقم، رنگ اقبال، رنگ قبولی، بزم رنگ، شکست رنگ، گردش رنگ، موج ریگ، حلقہ ءزنجیر، بین السطور، خط تسلیم، خطِ توہم، جامِ معانی، جبہ ءمقبلان، جنون سبقان، دست چنار، زخم جدائی، ساغر فرصت، خط سیرابی، غبار رمیدہ، فرمان نجات، نسخہ ءموج، عبرت خفتگان، آستینِ خیال، آئینہ داری، بہار خیال، خیال دوست، طاؤس خیال، محو خیال، وحشیان خیال، دفتر حیرت، رقم عرق، قلم عفو، مشت پر، صریر خامہ، صفحۂ آئینہ، صورت

ایجاد، طراح تجدید، طراح چمن، طرح قیامت، عرض آہ، عنوان نگین، مشت غبار، غبار دل۔ غبار نظر، اندوہ قلم، اعتبار قلم، شق قلم، پردہ اظہار، تجدید، عرض ہستی، شرار کاغذ، شیون کاغذ، خندہ ءگل، کتاب آرزو، کتاب آسمان، صلح کل، کلک دود، لوح دل، مانی آرزو، تشنہ ء مثال، مدنظر، مدفرصت، مدنالہ، مشق آہ، مشق چلیپای، مشق نگاہ، مصرع ابروہا، موج گہر، مکتوب استخوان، کیفیت آغاز، مکتب وہم، موی چینی، موی میان، نقش مہر، نامہ ءآئینہ، نقش بوریا، نقش پیمان، طاقچہ رنگ، آغوش نقش، زرنگاہ، تلوین نگار، نگین شہرت نگین کندہ، سادگی ورق، نقد ہنر، رگ یاقوت، دکان ہنر، شتاب نویسی، نقطہ ءچند۔ نقش بوقلمون، نقش اسکندر، نقش امکان، بساط فغفور، خامۂ نقاش، کج خیالان، غفلت نشان، عبرت گاہ، نشان اشک، نسخۂ ہستی، نسخۂ پریشان، نسخہ فروش، آرام دل، جمعیت دل، رنگ افسردہ، رنگ بنا، رنگ کلف، آفتِ رنگ، نامہ ءعرض، صریرِ خامہ۔ نوبت رنگ، سواد مردمی، سواد مدعا، سیاہ قلمان۔

سہ حرفی تراکیب :

حکم دوسرا، حکم لوکشف، کارگاہ فطرت، کارگاہ نقش، نغمہ تار نفس، سواد عالم اسباب، خانۂ چشم خیال، گردشِ رنگ قناعت، قلزمِ تشویش ہستی، توفیق کعبہ دل، تگ و پوی وصال، ہنگامہ زبونِ ہمت، شبۂ آثار زندگی، عالم آثار رنگ، محرم مکتب آثار، گرم انتخاب اعتبارات، ربط اجزاء تعین، ربط اجزاء عناصر، حیرت احکام تقویم، محتاج حک و اصطلاح، انتخاب سطر پیشانی، انتخاب کلک صنع، انتخاب گلستان ہند، انشای خط صمد، تحیر انشای مطالب، تماشای بہار انشاء، سفارش نامۂ آئینہ، صفحۂ انشای قدرت، اوراق نسخۂ وہم، تقدیرِ اوراقِ خزانی، دفترِ اوراقِ گل، سیر اوراقِ لالہ، شکستِ فرد باطل، کمینِ صفحۂ باطل، براتِ رزق شاہان، برات عشرت دہر، برات گل بی خار، انتخاب براتِ آزادی، شرارِ برگِ کاہی، انتظارِ کلکِ بہزاد، دماغِ خامہِ بہزاد، رنگ خامۂ بہزاد، نقش خامہ بہزاد، پردہ اسرار تبسم، پردہ تصویر صبح،

، پردۂ ناتوان، پردۂ خیال تعین، پردۂ رنگ اشارت، پردۂ رنگ ہوش، پردۂ ناموس ہستی، پردۂ نیرنگ ہستی، تختۂ مشق غرور، تعطیل مشق درد، درس شکستہ رنگی، درس نیرنگ غفلت، دور باش نیرنگی، خدنگ مشق تلاش، تختۂ مشق خیال، خط پرکار کمال، تحریر انشای مطالب، موی کلک تحریر، مایل تحریر سجود، کاغذ آتش رسیدہ، کاغذ آتش زدہ، شرار کاغذ عشرت، لوح آئینۂ اعتبار، گرہ ضبط نفس، مسطر موج سراب، عشق موزونی کمال، تختۂ مشق کدورت، انتخاب مصرع موزون، فضول مکتب رنگ، مطلع دیوان صبح، مضمون ہای مکتوب محبت، دم تکلم میم، نقاش صنع امکان، صد نگارستان چین، تختۂ مشق جلوہ، تختۂ مشق حوادث، تختۂ مشق خیال، ترتیب مکتب اظہار، پرداز رنگ صحیفہ، کلف تصور زندگی، جلوۂ تصویر قالی، حیران تصویر خویش، حیرت تصویر ہند، ساز مجلس تصویر، چراغ مجلس تصویر، رنگ ارژنگ کامرانی، ، رنگ الفت تعمیر، آلودۂ رنگ تمنا، خیال عالم بیرنگ، شکست رنگ آغوش، سطر عنوان عجز، انتخاب سطر پیشانی، سواد پیشانی شمع، مکتوب عنوان وہم، قلم خوردۂ مژگان، بیاض دیدۂ یعقوب، بیاض عارض رنگین، بیاض گردن موج، بیاض گردن مینا، بیاض بینش افروز، بیاض نسخۂ عبرت، تصویر پردۂ دنیا، انتخاب نسخۂ وہم۔

چہار حرفی تراکیب :

پردہ چشم غلط بین، کارگاہِ حشرِ معانی، قلمرو مشق سیاہ کاری، کارگاہ حشر معانی، اظہار خط مطلب ہستی، ہواداری طراوت رنگ، تمکین خرام خط اعتدال، عرض ہنگامۂ پرکار، مدّ الف آیت خوبی، ابجد دستگاہ پیدائی، تصویر مزار اہل دل، بہ رنگ شعلۂ تصویر، رنگ غنچۂ تصویر آرائش، ابجد طفلان دبستان گل، انتخاب نسخۂ موزون آب، تماماشای خط نورستہ، انتخاب نسخۂ جمعیت ہستی، گرم انتخابات نسخۂ ناز، عرض ہنگامۂ خط پرکار، سر مشق تار موی، پرداز دبستان گل، وضع تحریر علم مطلق، نقش پای شمع تصور، خیال اندیش تصویر محال، نقطۂ بے

نیاز انہ جدول، رقم آرای احسن تقویم، جوہر نمایان تیغ خیال، سواد کلک تقدیر روشن، کتاب تماشای بحر سواد، معنی سواد نسخہء اشک، حیران صنعت قلم مانی، طراح آشیانہءگلزار عندلیب، طراح تجدید حق اندیشی، کمند وحشی عیش رمیدہ، سحر پرداز نسخہء دیگر، غیر غبار خیال شخص، حرف حرف کتاب آگاہی، معنی تراش گردۂ خویش، بہار فرصت مشق جنون، خدنگ مشق تلاش نو، طراوت نگاران حسن مقال، نقش نگین خانۂ ہوس، صنعت مصور رنگ حنا، خاتمۂ دفتر طول کلام، خط اعتبارات نیرنگ ناز، خط تسخیر خواب پا، خط مستقیم ادبگاہ راستی، خط نیرنگ دیوان حقیقت، تمکین خرام خط اعتدال، عرض ہنگامۂ خط پرکار، معنی شناسان خط شوق، خیال آوارۂ نیرنگ ہوش، بیخود احرام گلزار خیال، غیر نقش شکست رنگ، صدای خموش شکست رنگ، صنعت مصور رنگ حنا، مشق مجہول رنگ گردانی، غیر غبار خیال شخص، حکم نقاش قدرت بیچون، نقاش تصویر خدادانی، خیال عالم بیرنگ، دردسر جہان رنگ، خاتمہء دفتر طول کلام، معنی شناسان خط شوق، شیرازہ بندی اجزای ہای پری، صورت بے معنی ہستی، طراوت نگاران حسن مقال، مضمونِ خط مشکین سلاسل، نقد ہنرہای ارباب حال، مانی کارگاہ فطرت، ہوس کدۂ ننگ اعتبار۔

پنج حرفی تراکیب :

نقطہء آرائش ترتیب اوراقِ کمال، مست خیال می کدۂ نرگس، پری خانہء صدرنگ امید، دشت وروی صفحہء ادراک، نسخہء اصل صورت وتمثال، صورت نگار انجمن بے نیازی، ستم زدہء حکم سرنوشت، پری خانہء صدرنگ امید، تصویر حسن وقبح جہان، مصور بہزاد نقش مانی رنگ، نالۂ تحریر مضامین تمنای تو، تصویر خودفروشی لب ہای خامش، مشتاق رنگ آمیزی تصویر دل، حرف صورت نگار کن فیکون، سر بہ مہر اشک طومار، نقش نیرنگ روزگار اطفال، خم و پیچ لغزش خامہ ہا، خیال جز بہ افتادگان دشت شوق، موج بے رنگی خیال دل، یک رنگی تالیف

دوگلزار،،شیرازہ بندی ہای اجزای پری،چشم بندخیال بافی نور،سرخط آرای صفحہءخطاط،طاہر رنگ رشتہ بر پا،،محوخیال خانہءحیرانی خود،نسخہءخیال فریب نہ آسمان،مکتب ادب رقمان رموزعشق،مشتاق رنگ آمیزی تصویردل،سرخط اقتضای صفحہءخاک، یک نگاہ تماشای مشق طرب۔

شش حرفی :

نقش کارخانہ آثارخوب وزشت،حیرتِ اوراقِ رنگ وبورقم،سربرخط تسلیم فرمانِ خطا، عبرت وسیرسوادنسخہءہستی،خط بسم اللہ دیوان بی رنگی،بہ رنگ سودنِ دست پشیمانی،خجلت نیاز بیہدہ کوشِ رنگ۔

ہفت حرفی/ہشت حرفی تراکیب :

بی ماحصل مشق دبستان وجود،تراکیب حرف وسطر کتاب کون وفساد،ہلاک حیرت تصویرآں حسن جہاں۔

○○

باب ۵

شرح اصطلاحات بیدل

سبک ہندی کی امتیازی پہچان یہ ہے روایتی زبان سے گریز کرنا دقیقہ بیانی، جس نو جوئی و تفنن پسندی پر زور دینا۔ سبک ہندی کے شعراء، مضمون آفرینی اور تصویر سازی سے حساس قاری کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔ مثلاً بیدل نے محض ایک لفظ رنگ سے بیشمار تراکیب وضع کی ہیں۔ پریدن رنگ، شکست رنگ، پرواز رنگ، گردش رنگ، رنگ پریدہ، رنگ باختن، وغیرہ یہ تراکیب بیدل کے تخیلاتی کمال کی تائید کرتی ہیں۔ ترکیب سازی زبان کا تخلیقی سلسلہ ہے اور کسی بھی زبان کے حق میں ضرر رساں نہیں۔ شبلی نعمانی کے خدشات محض خیال خام کی حیثیت رکھتے ہیں۔ بلکہ حق تو یہ ہے کہ ہر دور کے شعراء نے منفرد تراکیب سازی سے نئے نئے معانی و مفاہیم پیدا کئے ہیں، یہ عمل ان کے لئے چیلنج تھا۔ نہ کہ بیکار مشغلہ ہے انہوں نے امکانات مفاہیم کو فروغ دیا ہے۔ اور اس قسم کے اختراعات نے فارسی ادب کے دائرہ کو توسیع دی ہے۔ سبک ہندی میں عام سی چیز یا لفظ یا واقعہ کو منحرف کر کے خصوصی معانی اخذ کئے جاتے ہیں مثلاً حنا کے رنگ اڑنے سے بیدل نے بے ثباتی کے معنی مراد لئے ہیں۔ مثلاً رفتن رنگ، گردیدن رنگ، گردش رنگ، رنگ رفتہ وغیرہ

مثالیں قابل غور ہیں۔ بیدل کو بجا طور پر ابوالمعانی، کہا جاتا ہے۔ بیدل کے یہاں رنگ کہیں اصلی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ کہیں رونق و لطافت کے معنی میں، کہیں ترکیب اضافی کے طور پر استعمال ہوا ہے اور کہیں کنایہ کے طور پر۔

رنگ بطور ترکیب اضافی :

کاروان رنگ و بو را ہیچ جا آرام نیست
صدجرس میدارد ایں جا ہای ہای عندلیب

رنگ بہار یہاں مجازی معنی میں استعمال ہوا ہے۔

بوی وصلی ہست در رنگ بہار
میگدازم دل که گردم آبیار آینه

رنگ فائدہ کے معنی میں :

در عالمی که با خود رنگی نبود ما را
بودیم ہرچه بودیم او وانمود ما را

رنگ اثر و نشان کے معنی میں :

نه گلشن را ز ما رنگی، نه صحرا را زما گردی
به ہرجا میبرد شوق تو، بی ما میبرد ما رأ

رونق و لطافت ہے، رنگ کا ایک معنی :

بیدل از رنگین خیالیہای فکرت میسزد
جدول رنگ بہار اوراق دیوان تو را

سخت بیرنگ است نقش وحدت عنقا پیام
جستجوہا خاک شد گردی ز جایی برنخاست

بیرنگی رنگ کی اسیر ہوئی یعنی وحدت کثرت میں ظاہر ہوگئی۔

دراصل رنگوں کا ظہور تعینات کے پردے ہیں، رنگ ہو یا عکس کسی بھی چیز کو استقرار نہیں اشیا کی حقیقت صفات نت نئے چولے بدلتی رہتی ہیں۔ بیدل کے یہاں سب سے زیادہ استعمال کیا گیا لفظ غالباً آئینہ ہے۔

وحدت به ہیچ جلوه مقابل نمیشود
بیرنگ شو که آیینه بسیار نازک است

آئینہ میں کسی چیز کا عکس مستقل طور پر نہیں ٹھہرتا اسے صوفیا اس سے صفائے دل مراد لیتے ہیں۔ دنیا کو رنگ کا طوفان سمجھتے ہیں اور خود کو بیرنگی کے مشتاق، بقول شخصے:

شوخ چشمی نیست کار ما به رنگ آینه
چون حیا، پیراہنی از عیب میپوشیم ما

آئینہ خودنُمائی اور ظاہرداری کا وسیلہ ہے۔ بیدل نے اسے مظہر حیرت کہا ہے۔ دورنگ کو بیدل نے نفاق کے معنی میں استعمال کیا ہے اور یکرنگی کو خلوص پر محمول کیا ہے۔

امتیازی در میان آمد، دو رنگی نقش بست
کرد بیدل، ساغر مارا گل رعنا، شراب

آخر از وہم دو رنگی، قدر خود نشناختم
شیشه ہابرسنگ زد فطرت، ز سودای پری

شکست رنگ تجرد کا استعارہ ہے۔

دامن فشان تر از کف دست تجرّدیم
رنگی که جز شکست نبندد، حنای ماست

44

محرم اسرار خاموشان زبان و گوش نیست

من شکست رنگم، آوازم ز دل باید شنید

میں رنگ کی پسپائی ہوں میرے دل کی آواز سنی جائے۔محرم اسرار کو زبان و گوش نہیں ہوتے یعنی حیرت انکی گویائی اور سماعت کو چھین لیتی ہے۔بیدل کا مخصوص خیال ہے۔

گلِ خودرو ہستی کا استعارہ ہے۔

فریب محفل ہستی مخور که این گل خودرو

ز رنگ و بو ہمه دارد مگر وفا که ندارد

آب ورنگ :

فرش نادانی است ہرجا آب ورنگ عشرتی است

ساده لوحی داردعرض دستگاه، آیینه را

رنگ وبو :

چو غنچه، پرده در رنگ و بو خودآرایی است

اگر تو گل نکنی، نیست ہیچ کس غم

رنگ و بوہا جمع دارد، میزبان نوبہار

ہر دو عالم را صلا زد عشق، تا من آمدم

بیرنگ، عالم عشق، مجرد کے معنی میں استعمال ہوا ہے جب کہ رنگ تعلق یا کثرت کا استعارہ ہے اور دنیا کی گہما گہمی۔طاؤس یعنی دنیا کی رنگارنگی مراد ہے جو کوے کے کالے پنجے اپنی چونچ میں لئے ہوئے ہے۔یعنی دنیا اپنی تمامتر خوبیوں کے ساتھ زشتی کے کئی پہلو بھی رکھتی ہے۔

جز خاک تیره نیست بنای جهان رنگ

طاووس سوده است به منقار زاغ پا

برق، بیدل کے یہاں عشق کا استعارہ ہے۔

برق بیرنگ است عشق، اما درین صحرای وہم
دیدهِ خلق از سیاہی ہای خود ترسیده است

بیــرنگی:

سوی بیرنگی، نفس ہردم پیامم میبرد
میرسد گردم به منزل، پیشتر از رفتنم

عاشق اور معشوق کے درمیان کی دوئیت جب تک مٹتی نہیں وصال ممکن نہیں۔

بہ دست آئینہ رنگ آئینہ کی ترکیب:

صفای حال ما، مغشوش رنگیست
عدم را نام ہستی، سخت ننگیست

صفای دل، نپسندد غبار آرایش
به دست آینه، رنگ حنا چه میجویی؟

آسیابانی کا مقصد رزائل کو دور کرنا ہے۔

تا به ہمواری رسد دور درشتیہای طبع
ہرکه را رنگی است، باید آسیابانی کند

یک رنگ بمعنی یکسانی و اتحاد کے معنی واضح کرتا ہے۔

ہرچه از وصلش به یکرنگی نیامیزد دلت
گرہمه جان باشد، از اندیشه اش بیزار باش

بیدل کی معرفت کے مطابق معشوق کی توجہ و تغافل میں کوئی فرق نہیں۔ شعر دیکھیں:

از تغافل تا نگاه چشم خوبان، فرق نیست
نشهء یکرنگ است اینجا، درد و صاف جام را

ترکیبات کنایی:

ظاہری معنی سے ایک باطنی معنی پیدا کرنا بیدل کا خاصہ ہے۔ مثلاً:

از رنگ بیرون آمدن:

از این ہوسکده با آرزو به جنگ برون آ
چوبوی گل،نفسی، پای زن به رنگ برون آ

بوی گل کا زایل ہونا فنائیت کا استعارہ ہے۔

از نام اگر نگذری از ننگ برون آ
ای نکہت گل، اندکی از رنگ برون آ

بیدل کی نظر میں معشوق کی وفاداری ترک اسباب دنیوی سے ہے۔

آب رخ گلزار وفا، وقف گدازی است
خونی به جگر جمع کن و رنگ برون آ

رنگ باختن یعنی رنگ کا پیچ میں اڑ جانا یا چلے جانا مراد ہے۔

چو برگ گل کز آسیب نسیمی رنگ میبازد
تن نازک مزاج او ز بوی گل خطر دارد

آتش رنگ بازی:

پیش روی او که آتش رنگ میبازد ز شرم
آینه از ساده لوحی میزند نقشی بر آب

اس کے سامنے شرم نے آتش رنگ کو بھڑکایا تھا اور آئینہ نے سادہ لوحی سے پانی چھڑکا۔

خندیدن رنگ:

بیدل کے یہاں رنگ ہنستے بھی ہیں۔ رنگ ریختن از چیزی یعنی کسی چیز سے اس کی رونق غائب ہوجانا۔

طبع ما ہم از حوادث، رنگ خواہد ریختن
شوخی تمثالگں آیینہ را خواہد شکست

رنگ ریختن یعنی طرح عمارت افکندن۔

از تپیدنہای دل، رنگ دو عالم ریختند
ہرکجادیدم بنایی، گرد این ویرانہ بود

رنگ پدید کردن یعنی رنگ آشکار کرنا، رنگ کی جلوہ گری کرنا۔ رنگ باریدن یعنی رنگ کردن ورنگ پاشیدن۔

بہ چشم شوق نگاہی کہ در بہار نیاز
شکست حال ضعیفان چہ رنگ میبارد

رنگ بستن یعنی رنگارنگ کرنا اور خوبصورت کرنا۔

چہ ر نگہا کہ نبستیم در بہار خیال
طبیعت پر طاووس، عالمی دارد

ز بسکہ سرخوشم از جام بی نیازی شبنم
بہار شیشہ بہ رویم شکست و رنگ بستم

ہر سامانِ ہوس، باید خیالی رنگ بست
خواہ لعل اندر نظرہا، خواہ بر کفِ سنگ باش

48

رنگ بردن:

غنچه قبا نوگلی، مست جنون میرسد
تا نشود پایمال، رنگ ز گلشن برید

رنگ نداشتن یعنی جلوہ وزیبائی نداشتن۔شعر دیکھیں:

رنگی از عشرت ندارد، نوبہار اعتبار
زین چمن باید چو شبنم، چشمِ تر برداشتن

رفتن رنگ یعنی کم رنگ شدن ونابود شدن۔

غنچه ما بر تغافل تا کجا چیند بساط
میرسد آواز پای رفتن رنگش ز دل

شکستن رنگ:

برنقش پای شمعِ تصور ، حنا مبند
من رنگہاشکسته به تصویر میرسم

از رنگ دامن شکستن:

یک گل در این بہار، اقامت سراغ نیست
بیدل ز رنگ خود،ہمه دامن شکسته اند

گردیدن رنگ یعنی رفتن یہاں "تِلْکَ الأیّامُ نداولھابین الناس" (سورہ آل عمران،آیت ۱۴۰) آیت کامفہوم مدنظر ہے۔

دور این بزم، رنگ گردانی است
شش جہت، یک ایاغ میگردد

تا نگه برخویش جنبد، رنگ گردانده است
حسن نیست بیرونِ وحشت شمع از پروانه ام

رنگ فروختن یعنی خاصیت به چیزی دادن وجلوہ گری۔

رنگ آفریدن:

بیدل کے یہاں بہار مظہر رنگارنگی و بوقلمونی ہے اسی نسبت سے اپنی طبیعت کی رنگارنگی کو بہار سے معنون کیا ہے۔

چون شمع، رنگم از چه بهار آفریده است
کزہر نگه به صد گل تغییر میرسم

رنگ آمیزی:

یعنی خودنمایی وفخر بہ داشت ہا۔

بیدل نے اس ترکیب کوترکیب فعلی کے طور پر استعمال کیا ہے۔

اگر علم و فنی داری، نیاز طاق نسیان کن
که رنگ آمیزی ات نقاش میسازد، خجالت را

رنگ بہ رنگ شدن یعنی رنگ کا شرمندگی وخجالت سے متغیر ہونا۔

سرا پا بالم و از عجز طاقت
چو گل پروازم از رنگی به رنگیست

یہاں شاعر سراپا آمادہ پرواز ہے اور بیطاقتی سے پھول کی طرح رنگ پریدنی کا ہدف بنتا ہے۔

ترکیبات اضافی:

اضافہ استعاری میں مضاف غیر حقیقی معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا نیچے دی گئی مثال

میں دستِ روزگار بمعنی حوادث استعمال ہوا ہے اضافہ استعاری کی مثال ہے۔

دست روزگار ، سنگ جدایی میان من و شما انداخت

حساب آورد:

بیدل اس دنیا میں اشیا کے ظہور کو استعارتی مبادلہ سمجھتے ہیں۔

گل فروشی رنگ:

ریزش خون تمنا، گلفروشیهای رنگ

پرفشانی های حیرت، بلبل گلزار ما

یہاں گل فروشی ہای رنگ، اضافہ استعاری ہے اس ترکیب میں بیدل پھولوں کے رنگ یا مختصر مدت کے لئے نمودار ہونے کو گل فروشی رنگ سے تعبیر کرتا ہے۔

عشق می جوشید ہرجا گرد شوخی داشت حُسن

رنگ شمع از پرفشانی، عالم پروانه بود

ترکیبات اضافی تشبیہی:

یہاں موج رنگ اضافہ تشبیہی ہے۔

حسن، بی ایجاد عشقی، نیست در اقلیم ناز

گل چو موج رنگ زد، گلباز پیدا میشود

ایک اور مثال:

ساغر رنگ:

حیرتم می برد از خویش که چون ساغر رنگ

به چه امید شکستم، به چه رو گردیدم

نیچے دی گئی مثالوں میں طائر رنگ اضافہ تشبیہی میں شمار کی جائے گی۔

چو غنچه بسکه تپیدم ز وحشت دل تنگ

شکستِ رنگ:

شکست بر رخ من آشیان طائر رنگ

ترکیباتِ اضافی اختصاصی:

شکست رنگ، گردش رنگ، دونوں کا مطلب رونق رنگ کا اڑنا ہے یہ عارفانہ نکتہ ہے۔

سخت دشوار است پرداز شکست رنگ من
بشکن ای نقاش، اینجا خامه تصویر را

نقش فریادی ہے کس کی شوخیِ تحریر کا
کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا

(غالب)

ز طرز مشرب عشّاق، سیر بینوایی کن
شکست رنگ کس، آبی ندارد زیر کاه آنجا

گردشِ رنگ:

اگر سنگ وقارت در نظرباشد سبک بیدل
فلاخن کرده باشی، گردش رنگ قناعت را

گردش رنگ بیدل کے یہاں خصوصیات روزگار و گردون، متصور ہیں۔

ترکیباتِ وصفی: رنگ رفتہ

یاران به رنگ رفته دو روزم مثل کنید
تمثال من کم است گر آیینه تل کنید

رنگہای ازخودرفتہ

وحشتی میباید اینجا، خضر ره درکار نیست
رنگ ازخود رفته جز رفتن نداردہم عنان

رنگ پریدہ یعنی رنگ جستہ

چون صبح دارم از چمنی، رنگ جستهای
گرد شکستهای، به هوانقش بستهای

مزید تراکیب، رنگ وحشت دیدہ رنگ خزانی، رنگ زرد، رنگ ثبات صد رنگ نوا، ہزار رنگ کے علاوہ ادات تشبیہہ مثلاً بہ رنگ، بہر رنگ وغیرہ ان تراکیب کو بیدل کے اشعار میں ملاحظہ کریں۔

پختگی در پرده رنگ خزانی بوده است
میوه هم در فکر سرسبزی، خیال خام داشت

از نارسایی ثمر خام من مپرس
تا رنگ زرد نیز همان دیر میرسم

نفس در کشیدن، نفس دزدیدن:

در خور ضبط نفس دل را ثبات آبروست
بحر باتمکین بود تا موجها استاده اند

ترجمہ: جس قدر ضبط نفس زیادہ ہو اتنا ہی دل کی آبرو زیادہ ہوتی ہے۔ مثال یوں ہے کہ جیسے موجیں نہ اٹھ رہی ہوں تو سمندر کی شان اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

چشم بستن:

چشم بربند تلاشِ دگرت لازم نیست
لغزش یک مژه از دیر و حرم می گذرد

ترجمہ: آنکھیں بند کرلو اس کے علاوہ کوئی دوسری کوشش ضروری نہیں ہے ذرا سی دیر کے لیے پلکیں جھپکاؤ تو تم دیر وحرم سے گزر جاؤ گے۔

خاموش نشستن:

ساز یست زندگی که خموشی نوایی اوست
پیش شنیدنت به دل آواز داده اند

ترجمہ: زندگی اک ساز ہے آواز ہے۔ دراصل خاموشی ہی اس کا نغمہ ہے جس کی آواز تم سے پہلے دل سن لیتا ہے۔

رفتن از خویش:

تپشِ دل سحری بوی گلی می آورد
رفتم از خویش ندانم بچه عنوان رفتم

ترجمہ: صبح کے وقت دل تڑپا اور پھول کی خوشبو آنے لگی مجھ پر وہ عالم طاری ہوا کہ ہوش جانے لگے۔ کس عنوان سے بتاؤں کہ از خویش رفتن کیا چیز ہے۔

زمینِ معرفت از ریشۂ روئی پاک است
چراز خویش نیایم برون نهال توام

ترجمہ: معرفت کی زمیں دوئی کا ریشہ اگنے کی گنجائش نہیں میں از خویش بروں امدن کی تمنا کیوں نہ کروں۔

○○

باب ۶

بیدل، غالب: مماثلت کے پہلو
اشعار کی روشنی میں

طرز بیدل میں ریختہ کہنا
اسد اللہ خاں قیامت ہے
(غالب)

اُردو ادب کے عظیم شاعر غالب نے طرز بیدل کا جن الفاظ میں ذکر کیا ہے وہ کسی سے ڈھکے چھپے ہوئے نہیں۔ غالب جیسا نابغہ، عرصہ دراز تک، بیدل کے سحر سے باہر نہیں نکل سکا تھا۔ وہ بیدل کے کلام جسے حیرت زار بھی کہا جاتا ہے نے غالب کو ورطہ حیرت میں ڈال رکھا تھا نتیجہ یہ نکلا کہ غالب اپنے پیش رو بیدل سے سخت متاثر ہوئے۔ غالب نے کہا تھا: گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل دراصل انکا یہ کہنا بھی مغل عہد کے آخری دور کے شعرا جنہیں سبک ہندی کے ائمہ سمجھا جاتا ہے کا تتبع یا پیروی ہے۔ یہی نہیں بلکہ غالب نے بیدل کے سینکڑوں مضامین بھی مستعار لئے ہیں کہیں کہیں تو انہیں من وعن پیش کر دیا ہے اور کہیں بیدل کے خیال کو منقلب کر کے پیش کیا ہے اساتذہ کے یہاں اس قسم کے اخذ وعطا کا سلسلہ روا تھا میں غالب کے اس عمل کو سرقہ یا تضمین نہیں کہتا کیونکہ اس فعل شنیع کے مرتکب چھوٹے شعرا ہوتے ہیں بڑے شاعر تو ڈاکہ ڈالتے ہیں اور وہ بھی دن دہاڑے۔

وہ دوسرے شعرا کی زمینیں ہڑپ کر لیتے ہیں اور اقلیم خیال میں تصرف کر کے یا بصورت دیگر مضامین میں تغیر وتبدل کرتے ہیں اور اپنے مخصوص انداز سے مستعار کلام کو رتبہ واعتبار بخشتے ہیں بلکہ اسے پہلے سے زیادہ معتبر بنا دیتے ہیں۔ غالب کے تصرفات کو ان مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔ عنقا متقدمین نے موہوم پرندے کا ذکر کیا ہے بیدل نے اسے اپنے خیال کی بلندی کے اظہار کے لئے استعمال کیا تھا۔

در جستجوئے ما نہ کشی زحمتِ سراغ
جای رسیدہ ایم کہ عنقا نمی رسد
(بیدل)

آگہی دامِ شنیدن جس قدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا
(غالب)

مطلبم از مے پرستی تر دماغیہا نہ بود
یک دو ساغر آب دارد گریہ مستانہ را
(بیدل)

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہئے
(غالب)

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
ہر کہ از بزم تو برخاست ، پریشاں برخاست
(بیدل)

بوئے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا پریشاں نکلا
(غالب)

تاکہ زخلق پردہ برد افگنی چوخضر
مُردن بہ از خجالت بسیار زیستن
(بیدل)

وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں رو شناسِ خَلق
نہ تم کہ چور بنے عمرِ جاوداں کے لئے
(غالب)

ایسے اشعار جن میں غالب نے بیدل کا مضمون مستعار لے کر یا اسے منقلب کر کے اپنے طرز کا ٹھپّا لگا دیا ہے کی مثالوں اور بھی بہت ہیں۔ یہاں مزید کچھ مثالیں ایسے اشعار کی پیش کرتا ہوں جن میں غالب نے بیدل کے خیال کو ردو بدل کر کے پیش کیا ہے۔اور بیدل کے خیال کو وسعت اور بلندی عطا کی ہے یا پھر بیدل کے خیال سے ٹکراؤ کی صورت میں دوسرا نفیس خیال پیدا کیا ہے۔

گُلہابه خنده ہرزه گریبان دریده اند
من حرفی از لبِ تو به گلشن نگفته ام
(بیدل)

ترجمہ: کیا بیہودگی ہے کہ پھولوں نے ہنسی میں اپنے گریباں پھاڑ ڈالے، میں نے تو چمن میں تیرے ہونٹوں سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔

یہ پورا خیال غالب نے اردوی قالب میں یوں ڈھالا ہے۔

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستان کھل گیا
بلبلیں سن کر میرے نالے غزل خواں ہو گئیں
(غالب)

پر طاؤس تاکی بالشِ راحت بگل گیرد
خیال افسانۂ خوابت نمی آید بکار امشب
(بیدل)

تھا خواب میں کیا جلوہ پرستارِ زلیخا؟
ہے بالشِ دل سوختگاں میں پرِ طاؤس
(غالب)

اگر از دہر وارستیم شوق کعبه پیش آمد
تگ و پوی نفس یا رب کجا ہا میبرد مارا
(بیدل)

ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر
کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے
(غالب)

چه خوش است اگر بوَد آنقدر ہوس بلندئ منظرت
که برآن مکان چوں قدم نہی خمِ گردشے نخورد سرت
(بیدل)

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اُدھر ہوتا، کاش کے مکاں اپنا
(غالب)

یہاں بلندی، منظر، مکاں حروف بھی بیدل سے مستعار ہیں ثابت یہ ہوتا ہے غالب نے اپنی شاعری کا بعض حصہ بیدل کی شاعری کو ذہن میں اور اپنے سامنے رکھ کر کہا ہے۔ غالب کی شاعری میں بیدل کے نقوش جا بجا ملتے ہیں۔

زہد و تقوا ہم خوش است اما تکلف بر طرف
درد دل را بنده ام دردسری در کار نیست
(بیدل)

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد
پر طبیعت ادھر نہیں آتی
(غالب)

ہر چند دستگاہ بود پیش حرص بیش
از موج بحر تشنه لبی می کشد زبان
(بیدل)

ہوا وصال میں شوقِ دلِ حریص زیادہ
لبِ قدح پہ کفِ بادہ جوشِ تشنہ لبی ہے
(غالب)

غنچه گردیدم و گلشن در گریباں ریختیم
عشرتِ سربسته‌ازدلہای غمگین بوده‌است
(بیدل)

غنچہ پھر لگا کھلنے آج ہم نے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا
(غالب)

چو سیل بیخودانه سوی بحر میرویم
آگه نه ایم دست که دارد عنان ما
(بیدل)

غالب نے یہی خیال یوں پیش کیا ہے۔
رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں
(غالب)

60

سیرا یں گلشن غنیمت دان کہ فرصت بیش نیست
در طلسم خندہ گل بال و پر دارد بہار
(بیدل)

اس گلشن کی سیر کے لئے جتنا بھی وقت ملے اسے غنیمت سمجھنا چاہئے، کیونکہ خندۂ گل کے طلسم میں بہار کے پر ہیں۔ یعنی بہار جلد ہی رخصت ہو جاتی ہے۔

وقت کم ہے سیر گلشن کو غنیمت جانئے
خندۂ گل موسم گل کا پر پرواز ہے
(غالب)

عالمی را وحشت ما چون سحر آوارہ کرد
چین فروش دامن صحرائے امکانیم ما
(بیدل)

دنیا کو ہماری وحشت نے سحر کی طرح آوارہ کر دیا ہے۔ ہم نے دامن صحرا کو کشادہ کیا۔ غالب نے ہو بہو اسی خیال کو یوں باندھا ہے۔

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا
(غالب)

سر بازی عشاق بہ بزم تو تماشا است
ہر چند نہ باشد بمیان پائے تغافل
(بیدل)

ہم نے ماناکہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
(غالب)

غریق بحر ز فکر حباب مستغنی است
رسیدہ ایم بجائے کہ بیدل آنجا نیست
(بیدل)

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں ہے
(غالب)

غزلیات کے علاوہ مثنویوں کی بحور سے لے کر کرافٹ تک غالب نے بیدل کا تتبع کیا۔ نیچے دیے اشعار کے تقابلی مطالعہ بیدل اور غالب میں مطابقت اور مسابقت کے بہت سے پہلونمایاں ہوجاتے ہیں۔ بیدل کی طورمعرفت سے اشعار۔

طپش فرسود شوق نالہ تمثال
زتحریک نفس وا می کند بال
طپش نے نالہ تمثال کے شوق کی مالش کی، سانس کی تحریک سے اس کے بال و پروا ہو گئے۔

کہ خاموشی نوا ساز است امروز
غبار سرمہ آواز است امروز
ترجمہ: آج خاموشی نے صدا پیدا کی ہے اور غبار سرمہ آواز بن گئی ہے۔

به هر عضوم تبِ سودا شرر کاشت
زهر مویم دلی فریاد برداشت

ترجمہ: میرے ہر عضو پر میرے سودا نے چنگاری کاشت کی میرے ہر بال سے دل نے فریاد سنی۔

کف هر خار صد گلشن در آغوش
سرِ هر خارش از سبزی بهشتی

ترجمہ: ہر خار کی ہتھیلی سو چمن اپنی آغوش میں لئے ہے اور ہر کانٹے کی نوک سبز رنگ کی وجہ سے رشک بہشت ہے۔ ہر کانٹا پہلے مرحلے میں سبز ہوتا ہے۔ لہٰذا بیدل نے وجہ تشبیہ مرتب کی ہے۔

اگر چشم است به غیرش نظر نیست
وگر پا از خودش بیروں سفر نیست

ترجمہ: آنکھ ہے تو غیر پر نظر نہیں پڑتی پاؤں ہیں تو اپنے وجود سے پاؤں باہر نہیں نکلتے۔

چون سیلابت شتاباں میتواں رفت
بیاباں در بیاباں میتواں رفت

ترجمہ: سیلاب کی طرح جلدی جلدی جانا چاہئے، بیاباں بیاباں میں جانا چاہئے۔

غالب اپنی مثنوی کعبۂ ہندوستان جو انہوں نے بنارس میں قیام کے دوران لکھی تھی۔ بہت مشہور ہے مثنوی کی بحر اور اسلوب بالکل بیدل جیسا ہی ہے۔ زور بیاں میں بیدل کے پایہ کو پہنچتی ہے۔

بعض اشعــار:

نفس با صور دمساز است امروز
خموشی محشر راز است امروز

ترجمــہ: آج سانس صوراسرافیل کے ساتھ ہم نوا ہے اور خاموشی محشر کا راز ہوگئی ہے

رگِ سنگم شراری می نویسم امروز
کف خاکم غباری می نویسم امروز

ترجمــہ: پتھر کی رگ سے شرارے لکھ رہا ہوں مشت خا کی سے غبار لکھ رہا ہوں۔

کہیں کہیں تو غالب نے بیدل کے الفاظ اور تراکیب کو معمولی ردوبدل کے ســاتھ جوں توں لکھ دیا ہے۔

من کفِ خاک او سپہرِ بلند
کجا برد خاک بر سپہر کمند

ترجمہ: وہ بلند فلک ہے اور میں مٹھی بھر خاک ہوں، خاک فلک پر کب پہنچ سکتی ہے۔

غالب نے اس کا پہلا مصرع جوں کا توں رہنے دیا ہے۔

من کف خاک او سپہر بلند
خاک کے تا رسد بچرخ کمند
(غالب)

OO

باب ۷

تجدد امثال اور بیدل

مقالہ دبستان صبح، میں بیدل رقمطراز ہیں:

"تجدد امثال اشتعال ورق گردانی است و تجدد آثار بی اختیار معنی تازہ رسانی"۔

یعنی تجدد امثال بلاتکلف ورق گردانی کرر ہاہے اور تجدد آثار غیر اختیاری طور پر تازہ بہ تازہ معانی پیش کرنے میں لگا ہوا ہے۔

"بہ تکلف اعزہ ناچار رنگ سودائی از کلک خیال بیرون ریخت و بآہنگ بہارستان جنون شور تحریری برانگیخت"۔

یعنی مجبوراً احباب کی فرمائش پر کلک خیال نے سودائی رنگ کی داغ بیل رکھی اور بہارستان جنوں کے عنوان سے شور تحریر برانگیخت کیا۔ بقول بیدل یہ جنوں ہے جس نے ہر ایک مظہر قدرت کو اپنی آغوش میں لے رکھا ہے اور اشیا کو اپنے وظائف کی ادائیگی میں اعلے ذوق اور بہترین سلیقہ سے لگا رکھا ہے۔ بیدل کے مطابق معشوق حقیقی یعنی ذات احدیت تجدید ناز کہیے یا پھر لباس آرائی کی سخت مشتاق ہے، ہر آن اس سے بیشمار تجلیات کا

ظہور ہوتا ہے۔قرآن میں واضح اور دوٹوک الفاظ میں کہا گیا ہے۔

اِذَا شِئنَا بَدّلنَا اَمثَالھُم تَبدِیلًا۔ (سورۃ الانسان۔آیت نمبر ۲۸) اور ایک دوسری آیہ میں کہا ہے۔

اَفَعَیِینَا بِالخَلقِ الاَوَّلِ بَل ھُم فِی لَبسٍ مِن خَلقٍ جَدِیدٍ*

(سورۃ قاف۔آیت نمبر ۱۵)

محولہ بالا آیات سے خلق جدید اور تجدد امثال کا بین ثبوت ملتا ہے۔بیدل نے تجدد امثال پر بہت سے اشعار کہے ہیں، منفرد انداز اور شعری استدلال دلچسپ ہے۔

تجدید ناز آشفتۂ رنگ لباس آرائیت
بے پردگی دیوانۂ رنگ نقاب افگندنت
(بیدل)

یعنی تجدید ناز، تیری لباس آرائیت کے رنگ کو آشفتہ کرتی ہے۔بے پردگی دیوانہ وار طرح نقاب افگنی کے در پئے رہتی ہے۔یہی وجہ ہے اسکی تجلیات کو استقرار نہیں ہے۔تیرا ناز، تجدید کے شوق میں ہر آن میں بے شمار لباس بدلتا ہے اور دوسری طرف بے پردگی یعنی عریاں ہونے کے شغف نے تجھے دیوانہ بنا رکھا ہے۔ناز بیشمار لباس پہنواتا ہے اور شوق عریانی اسی قدر ان کے نقاب اترواتی ہے۔ازل سے ابد یہی سفر جاری وساری ہے۔یعنی اس کی پردہ داری و پردہ دری کا عجیب سلسلہ چل رہا ہے۔

تکرار مبندید بر اوراق تجدد
تقویم نفس را خطه پارینه نباشد
(بیدل)

ترجمہ: یعنی تکرار اوراق تجدد پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔یہ مکتوب سانس کی تقویم سے پرانا نہیں ہوتا۔یعنی ہر لحظہ نئی شکلیں ظاہر ہوتی ہیں۔

بیدل کے یہاں تجدد کا نظریہ قرآنی آیات کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔تناسخ سے یہاں شاعرانہ استدلال مراد ہے۔وہ تناسخ کو وسیع معانی میں لیتے ہیں۔تناسخ وتبدل کی کئی صورتیں ہیں۔بقول رومی:

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بار ہا روئیدہ ام

بیدل اس قسم کا تناسخ مانتے ہیں۔

در مزاج اہل جہان صد تناسخ است نہان
طفل شیر اگر نخورد خون دوبارہ خون نشود
(بیدل)

بہار وحدت است اینجا دویی صورت نمی بندد
خیال آیینہ دارد لیک بر روی تماشایی

یعنی: یہاں وحدت کی بہار ہے دوئی کا تصور نہیں کر سکتے آیینے میں عکس خیال ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی وجود نہیں۔

گہر محیط توہمی نہ سفر گزین نہ اقامتی
قدم و حدوث تخیلی نہ شکستی و نہ سلامتی

یعنی: آدمی بحر تو ہم کا وہ گوہر مقصود ہے جو نہ اس محیط وجود میں نہ تو مقیم ہے اور نہ مسافر۔تخیل جس قدم وحدوث کا احاطہ کرتا ہے اس کا نقطۂ انتہا بھی وجود آدم ہے۔سالم ہو تو رنگ شکست اس سے ٹپکتا ہے اور اگر مائل شکست خیال تو رنگ سرمایہ اس کا سرمایہ معلوم ہوتا ہے۔

بہ بیان کمال شریعتی بہ عمل شکوہ طریقتی
بہ خیال حشر حقیقتی تو قیامتی تو قیامتی

ترجمہ: اس کا بیان مکمل شریعت اسلام، عمل شکوہ طریقت اور اس کا خیال بہار طریقت، یہ آدمی ہے یس کسی قیامت کا ظہور؟

مرغ لاہوتی چه محبوس طبایع مانده ای
شاہباز قدسی و بر جیفه ای مایل چرا؟

ترجمہ: اے لاہوت کے مرغ تو کیسے طبائع کا اسیر ہو گیا شہباز قدس ہو کر مردار کھانے کو کیسے مائل ہوا؟

شہباز قدسی اور مرغ لاہوت اقبال نے غالباً بیدل سے لئے ہیں۔

اے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہے پرواز میں کوتاہی
(اقبال)

گل نو بہار تنزہی ثمر نہال تجردی
به کجاست بار تعلقی که کشی به دوش فگندنی

ترجمہ: اے انسان تو عالم تنزیہ کا گل نو بہار ہے اور جہان تجرید کا ثمر نہال، ہستی کا بار کیوں لا د رکھا ہے؟

خجل از لباس غرور شو به تجرد از ہمه عور شو
که نشد ہوس به ہزار جامه کفیل پوشش سوزنی

ترجمہ: لباس غرور تیرے لئے عار ہے عالم تجرد ختیار کر سوئی ہزار جامہ سوزنی کے باوجود ننگی رہتی ہے۔ اسی قبیل کے ایک شعر کا ترجمہ کچھ یوں ہیں :

تیری دنیائے معنی وہ عالم تجرید ہے جسے صورت اور لفظ کے تصنع اور بناوٹ نے موہوم بنا کر رکھ دیا ہے گویا تو وہ تسبیح کا دھاگہ جو سودانوں کے منہ سے گزر کر بھی ناپید ہے۔

○○

باب ۸

بیدل کے استعارے

آئینہ:

آئینہ بیدل کا معروف استعارہ ہے بنیادی طور پر بیدل اسے تحیر یا حیرت کی کیفیت کے اظہار کے لئے استعمال کرتے ہیں بیدل کے یہاں نیچے دیے گئے اشعار میں آئینہ، شعری تلازمہ ہے لیکن ہر شعر میں معنویت کا جداگانہ عالم ہے اسی لئے بیدل کو ابوالمعانی کہا جاتا ہے۔ بیدل نے آئینہ پر بہت اشعار کہے ہیں۔ چند مثالیں:

بیدل سخنت نیست جز انشاء تحیر
کو آیینه تا صفحهٔ دیوان تو باشد
(بیدل)

بیدل تیری شاعری، تحیر کاری کے سوا کچھ بھی نہیں۔کوئی ایسا آئینہ نہیں جو تیری شاعری کے صفحہ جیسا ہو۔

آن به که برق غیرت بنیادِ ما بسوزد
آئینه ایم و مارا تاب نظر نباشد
(بیدل)

یہی بہتر ہے کہ غیرت کی بجلی میری بنیاد کو جلا کر خاکستر کر ڈالے میں آئینہ ہوں اور مجھ میں تاب نظر نہیں۔

اسی خیال کو غالب نے یوں پیش کیا ہے۔

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا
(غالب)

ای بسا آئینه کز دراو تغافل ہائے حسن
ریشه داری از زمین یاس سر بالا نکرد
(بیدل)

آئینے میں استعداد موجود ہے لیکن اگر حسن ہی تغافل کرے تو کوئی صورت نہیں کہ اس کی استعداد ظاہر ہو سکے۔

درین محنت سرا آئینه اشک پریشانم
که در بی دست و پایی ہم مرا باید دوید اینجا
(بیدل)

اس محنت سرا میں میں اشک پریشاں کا آئینہ ہوں بے دست و پا ہونے کے باوجود مجھے دوڑنا ہوگا۔

وحدت سرای دل نشود جلوه گاه غیر
عکس است تہمتی که بر آئینه بسته اند
(بیدل)

70

دل کی وحدت سرامیں غیر کی جلوہ گاہ نہیں آئینے پر عکس کی تہمت لگی ہوئی ہے۔
یعنی ہر طرف اسی کی تجلی ہے۔

بسکه دارد ناتوانی نبض احوال مرا
بازگشتن نیست از آئینه تمثال مرا
(بیدل)

میری نبض احوال میں اس قدر ضعف وناتوانی ہے کہ آئینہ سے میرے عکس کی واپسی کی امید نہیں۔نہایت لطیف خیال ہے

شد حاجتِ ما پرده براندازِ عنایت
سائل ہمه جا آئینه از رازِ کریم است
(بیدل)

ہماری حاجت، کریم کی عنایت سے پردہ سرکانے والی ہے کیونکہ جہاں بھی سائل ہوتا ہے وہ کریم کے راز کا آئینہ ہوتا ہے۔یعنی ظاہر کرنے والا یا عکاس

بیدل اندر جلوه گاه حسن طاقت سوز او
جوہرِ حیرتِ زبانِ عذر خواه آئینه را
(بیدل)

محبوب کے حسنِ طاقت سوز کے جلوے میں جوہرِ حیرت آئینہ کے لئے ایک عذر خواہ زبان ہوگئی۔

تفاوت در نقاب و حسن جز نامی نمی باشد
خوشا آئینه صافی که لیلیٰ دید محمل را
(بیدل)

حسن اور پردہ میں برائے نام فرق ہے لیلیٰ کے جلوہ نے محمل کو کیا خوب آئینہ صافی تھمایا ہے۔ یعنی محمل میں لیلی اس طرح موجود ہے اور جس طرح آئینہ میں عکس۔ محمل پردہ تھا لیکن لیلیٰ کی موجودگی نے اسے آئینہ بنادیا۔

سر سوزن :

ما عاجزان ز کوی تو دیگر کجا رویم
در پای رشته ها سرِ سوزن شکسته اند
(بیدل)

ہم عاجز تیرا کوچہ چھوڑ کر کہاں جائیں گے۔ رشتوں کے پاؤں میں سوئی کی نوکیں ٹوٹ گئی ہیں۔ یعنی کانٹے ٹوٹ گئے ہیں ظاہر ہے پاؤں میں کانٹے ٹوٹ جائیں تو چلنا مشکل ہوجاتا ہے۔

حباب :

درین دریا که عریانیست یکسر ساز امواجش
حباب ما به پیراہن رسید از چشم پوشیدن
(بیدل)

زندگی کے دریا میں موجیں برہنہ ہو کر ظاہر ہو رہی ہیں۔ میری حباب، آنکھیں بند کر کے یعنی ہستی مٹا کر دوبارہ اصلی وجود یعنی سمندر تک پہنچ گئی۔

در طلب گاه دل چون موج و حباب
منزل و جاده ہر دو را سفر است
(بیدل)

دل کی طلب گاہ میں منزل اور جادہ دونوں موج وحباب کی طرح ابدی سفر میں ہیں۔

آبلہ :

بر ہمیں آبلہ ختم است رہ کعبہ و دیر
کاش می کرد کسے سیر مقام دل ما
(بیدل)

اسی ایک آبلہ یعنی دل پر دیر و کعبہ کا راستہ ختم ہو جاتا ہے کاش کوئی ہمارے دل کے مقام کی سیر کرتا۔

میر نے بے دھڑک یہی خیال اپنے نام کر لیا۔

دیر و حرم سے گذرے اب دل ہے گھر ہمارا
ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا
(میر تقی میر)

ہر گل کہ دیدم آبلہ خون چکیدہ بود
یا رب چہ خار در دلِ گلشن شکستہ اند
(بیدل)

ہر پھول کو میں نے خون ٹپکا تا ہوا آبلہ دیکھا۔ یا رب اس گلشن دنیا کے دل میں کیسا کانٹا چبھا ہے؟

مینا :

جلوہ از شوخی نقاب حیرتے افگندہ است
رنگ صہبا در نظر ہا کار مینا می کرد
(بیدل)

نقاب کی شوخی سے جلوہ حیرت میں پڑ گیا ہے، شراب کا رنگ ہماری نظر میں مینا کا کام کرتا ہے۔

نزاکت ہا ست در آغوش مینا خانۂ حیرت
مژہ برہم مزن تا تشنگی رنگِ تماشا را
(بیدل)

حیرت کے شیش محل میں بڑی نزاکتیں ہیں پلکیں مت جھپک۔ اس طرح اندیشہ ہے کہیں یہ رنگ تماشا ختم نہ ہو جائے۔
مطلب دنیا کی نیرنگیاں اس قدر دلچسپ ہیں کہ آنکھ جھپکنا بھی لطف نظارہ میں مخل ہوتا ہے۔

وحشت :

عالمی را وحشت ما چون سحر آوارہ کرد
چین فروشِ دامن صحرائے امکانیم ما
(بیدل)

دنیا کو ہماری وحشت نے (سحر) صبح کی طرح آوارہ کر دیا اور دامن صحرائے امکان کو ہم نے کشادہ کر دیا۔

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یا رب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا
(غالب)

غبار :

به فسردنم ہمه تن الم ،به تردد آبله در قدم
چون غبار داغ نشستنم چو سرشک ننگ روانیم
(بیدل)

فسردگی کے لحاظ سے یکسر درد والم ہوں اور چلنے میں بالکل آبلہ پا ہوں اس لئے کیا میرا بیٹھنا اور کیا میرا چلنا یعنی اگر بیٹھوں تو غبار ہوں چلوں تو آنسو۔ کہنے کا مطلب غبار کی طرح بیٹھنا دراصل بیٹھنے کی توہین ہے اور آنسو جو سست رفتار ہوتا ہے اس کی طرح چلنا رفتار کے باعث عار ہے۔

آن شوقم که خود را در غبار خویش می جویم
رہے در جیب منزل کرده ام ایجاد و می پویم
(بیدل)

میں وہ شوق ہوں اپنے ہی غبار میں ڈھونڈ رہا ہوں، اپنے گریبان میں ایک راستہ ایجاد کیا ہے اسی پہ چل رہا ہوں۔

گریبان :

ہر صبح چاک پیراہن تازہ می کند
یارب بدست کیست گریبان آفتاب
(بیدل)

ہر صبح نئے سے سے اپنا گریبان چاک کرتا ہے۔اے خدا اس خورشید کا گریبان کس کے ہاتھ میں ہے۔

آتا ہے ہر سحر اٹھ کر تیری برابری کو
کیا دن لگے ہے دیکھو خورشید خاوری کو
(خان آرزو)

در عبارت است یکسر عرض ترکیب سجود
تا درین صورت دمی سوئے گریبان خم شوند
(بیدل)

یعنی: عبادت میں ترکیب سجود کا مقصد یہ ہے لوگ اس طرح اپنے گریبانوں میں جھانک لیں۔

خاموشی :

تا خموشی نگزینی حق و باطل باقی است
رشتۂ را که گرۂ جمع نسازد دوسرا است
(بیدل)

جب تک خاموشی نہیں اختیار کرتا حق و باطل کی بحث باقی رہے گی، دھاگے کو جب تک گانٹھ نہیں دی جاتی اس کے دوسرے رہتے ہیں۔

ناله ہا در شکن دام خموشی داریم
خفته پرواز در آغوش شکستِ پرما
(بیدل)

ہمارے نالے خاموشی کے دام کی شکنوں میں پڑے ہوئے ہیں ہماری پرواز ہمارے ٹوٹے ہوئے پروں میں خوابیدہ ہے۔

رنگ :

بیدل مباش غرۂ سامان اعتبار
ہر چند رنگ بال ندارد پرنده است
(بیدل)

بیدل دنیا کے ساز وسامان سے دھوکہ نہ کھانا، اگر چہ رنگ کے بال و پر نہیں لیکن رنگ پرندہ ہے۔

ہر کجا نکہت گل پیرہن رنگ درید
نیست پوشیده که از خود سفری می خواہد

بقول نیاز فتحپوری :

''پھول کو پیراہن رنگ کہنا اور نکہت کو گل کی جامہ دری حسن تعبیر کی وہ حد جہاں نظیری کی رسائی ہے نہ حافظ کی اور از خود سفری می خواہد تو وہ انداز بیان ہے جسے بہت سے مغربی بھی ناواقف ہیں۔''

بنیاد اظہار بر رنگ چیدیم
خود را به ہر رنگ کردیم رسوا
(بیدل)

ہم نے اپنے اظہار کی بنیاد رنگ پر رکھی اور ہر رنگ میں خود کو رسوا کیا۔

پرفشانی / بال و پر/ بال :

درین گلشن چو گل یک پر زدن رخصت نمی باشد
مگر از رنگ یابی نسخه بال افشانی مارا
(بیدل)

اس باغ عالم میں پھول کی طرح پر مارنے کی بھی فرصت نہیں بس ہمارے رنگ اڑنے کو ہی ہماری پر افشانی کہہ لو۔ رنگ اڑنے کی رعایت سے پرفشانی استعمال کیا ہے کیا کہنے

بر پر افشانی نہ تنہا تنگی جا می کند
بال و پر ہم بر ہجوم بیضہ خواہد تنگ شد
(بیدل)

یہ کنج قفس انڈے کی طرح تنگ پیرہن ہے اس کی پر افشانی کی راہ میں یہی لباس رکاٹ بنا ہوا ہے۔ اس لئے کنج قفس سے نئی زندگی پا کر رہانی ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔

بیضہ آسا تنگ پیراہن ہے یہ کنج قفس
از سر نو زندگی ہو گر رہا جائیے
(غالب)

بیدل از بال و پرے بستہ نیاید پرواز
غنچہ تا وا نشود جلوہ نہ بخشد بو را
(بیدل)

بیدل بال و پر ہی پرواز کے لئے کچھ شرط نہیں۔ غنچہ کب وا ہوتا، اگر خوشبو کی جلوہ سامانی نہ ہوتی۔

گرہمہ رنگیست موقوف بہار جلوہ ایست
ور ہمہ بوئیست بی گل بال شوخی وا نکرد

اگر کوئی سراپا رنگ ہی کیوں نہ ہو اس کا جلوہ پھر بھی بہار پر ہی موقوف ہے۔ اور اگر کوئی سراپا خوشبو ہی کیوں نہ ہو تو بھی اس کی شوخی کے پر، پھول کے بغیر وا نہیں ہو سکتے۔
ایک دوسرے شعر کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ آئینہ سے اگر حسن تغافل کرے تو کوئی

نقش اس کے اندر ابھر نہیں سکتا اسی طرح اگر بادل نہ برسے تو ایک بھی بیج کے شجر ہونے کی استعداد کو بروئے کار نہیں لاسکتا۔ مطلب یہ ہے کہ استعداد کے ساتھ مناسب اسباب کے بغیر جوہر کا ظہور ممکن نہیں۔

ساحل:

از تلاش عافیت گذر در دریائے عشق
ہرکجا بیدست و پایی جلوہ گر شد ساحل است

دریائے عشق میں عافیت کی تلاش نہ کر ہر کجا جہاں بے دست و پائی ہوتی ہے وہیں ساحل جلوہ گر ہوتا ہے۔

اصفر گونڈوی کا مشہور ترین بھی بیدل کے شعر کا چربہ ہے۔ اردو میں حقیقی اور سچی شاعری بہت کم ہوئی اس کی وجہ یہی ہے اردو شعرا کے سامنے جو معیار اور مخرج یا منبع فارسی شاعری کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اس لئے میر غالب اور اقبال بھی انہی کی خوشہ چینی کرتے رہے اقبال قدرے وسیع المطالعہ تھے اس لئے انہوں نے مغربی مفکرین سے خودی اور شاہین وغیرہ اصطلاحیں اخذ کیں۔

یہاں کوتاہیٔ ذوق عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے
(اصغرگونڈوی)

ساحل کہ اصل طینتش از جوش تشنگی است
دریاست در کنار و لبش تر نمی شود

یعنی: ساحل کی سرشت میں فقط جوشِ تشنگی ہے وہ دریا کے اور اس کی لہروں کی آویزش میں رہتے ہوئے بھی وہ کبھی تر ہو نہیں سکتا۔

نمک :

بحرف آمدی و زخم کہنہ ام نو شد
بحیرتم چه نمک بود گفت گوئے ترا

تو نے بات شروع کی، کہ میرا پرانا زخم ہرا ہو گیا۔ حیران ہوں تیری بات میں کس قدر نمک بھرا ہوا ہے۔ نمک کلام کی تاثیر کا استعارہ ہے۔

ناخن :

از کف بی مائگان، کار کشائی مخواه
دست چو کوته شود، ناخن پا می شود

بے مایہ لوگوں کی ہتھیلی سے کسی کی حاجت روائی نہیں ہو سکتی ہاتھ جب چھوٹا ہو جاتا ہے تو وہ پاؤں کا ناخن ہو جاتا ہے، جس سے عقدہ کشائی ممکن نہیں۔ ناخن پا بے مائگی کا زبردست استعارہ ہے۔

موج نفس :

به معنی محیط و به صورت نمی
ز موجِ نفس، در قفس عالمی

انسان حقیقت میں (روحانی طور پر) سمندر ہے اور ظاہری طور پر ایک قطرہ ہے۔ سانس کی لہروں سے اس کے کالبد میں ایک جہان متلاطم و موجزن ہے۔ موج نفس زندگی کے تموج اور تحرک کا زبردست استعارہ ہے۔

حنائے قناعت :

دنیا اگر دہند نہ جنبم زجای خویش
من بستہ ام حنائے قناعت بپای خویشتن

اگر مجھے دنیا بھی دیں تو بھی میں اپنی جگہ سے متزلزل نہیں ہوسکتا، میں نے قناعت کی حنا اپنے پاؤں پر باندھی ہوئی ہے۔ یعنی میں کسی کے پاس حاجت لے کر جا ہی نہیں جاسکتا۔ حنا بندی قناعت کا استعارہ ہے۔

ایجادِ گندم :

ہر کجا باشد قناعت آبیار اتفاق
پہلوی از نان تہی، ایجاد گندم می کند

قناعت، اتفاق (Compromise) کی آبیاری کرتی ہے جو پہلو روٹی سے خالی ہوتا ہے وہی گندم اگاتا ہے۔ یعنی ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے۔

عنان :

دلِ آسودۂ ما شور امکان در نفس دارد
گہر دزدیدہ است این جا عنانِ موجِ دریا را

ہمارا دلِ آسودہ شورِ کائنات کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جیسے گوہر کے اندر دریا کی موج کھینچ لی گئی ہے۔ یعنی روک لی گئی ہے اور اس کی رفتار وروانی بند ہونے اس نے موتی کی شکل اختیار کرلی ہے یہی کیفیت ہمارے دل مطمئن کی ہے۔ موتی، دل آسودہ کا استعارہ ہے۔

عصا :

چون یقین منحرف اُفتاد دلائل بالید
راستی رفت که ممنون عصایم کرد

جہاں دلائل زیادہ ہوں وہاں یقین منحرف ہو چکا ہوتا ہے۔لاٹھی، دلیل بازی و حجت آرائی کا نادر استعارہ ہے بینائی و راستی کا جانا لاٹھی کے سہارے کا محتاج کرتا ہے۔

از رہ تقلید نتوان صاحب معنی شدن
ژالہ پیش از یک دو دم بر خود نچیند گوہری

کسی شاعر کی پیروی کر کے کوئی شاعر صاحب معنی نہیں بن سکتا اولہ موتی کی نقالی ایک دو لمحے سے زیادہ نہیں کر سکتا اولہ ظالم کا استعارہ ہے جو دوسرے کو برد باد کر کے خود بھی تباہ ہو جاتا ہے۔

تا خموشی داشتیم آفاق بی تشویش بود
موج این بحر از زبان ما طلاطم کردہ است

جب تک ہم خاموش تھے تو بے فکر بیٹھے ہوئے تھے اس سمندر کی موج نے میری زبان کے ہلنے سے ہلچل مچا دی ہے۔تکلم انتشار کا استعارہ ہے۔

خندہ گل :

تبسّم کہ بہ خون بہار تیغ کشد
کہ خندہ بر لبِ گلِ نیم بسمل افتادہ است

تبسم ایک قاتل ہے اس نے بہار ریزی کے لئے تلوار کھینچی اس نے خندہ گل پر وار کیا اور وہ نیم بسمل ہو کر رہ گیا۔

خندہ گل تبسم کا استعارہ ہے۔

دام :

مقیدان تُو از لذّتِ گرفتاری
زچشم خویش چو نظارہ دام بر دوشند

تیرے پابند نظر لوگوں کی لذت گرفتاری دیکھئے کہ نظارہ کی طرح یہ اپنی آنکھ کا جال لئے پھر رہا ہے، یہاں تشبیہاتی نظام نہایت لطیف ہے۔ دام نظارہ کا استعارہ ہے۔

گم شدن :

سراپا محو شو تا جملہ آ گاہی شوی بیدل
بقدر گم شدن ہا ہر کس این جا رہنما دارد

پورے انہماک کی ضرورت ہے۔ تا کہ پوری آ گہی میسر ہو جائے جس قدر فکر گہرا ہو گی۔ اسی قدر رہنمائی بھی کرے گی۔ گم شدن انہماک کا استعارہ ہے۔

○○

باب ۹

بیدل محیطِ بے ساحل

بیدل نہ صرف مغل عہد کا آخری بڑا شاعر ہے بلکہ وہ دنیا کے عظیم شعرا میں سے ہے۔ بیدل کی شاعری انسانی شعور کو جلا بخشتی ہے اور رگوں میں حرارت بن کر دوڑنے لگتی ہے۔ بیدل کی شاعری میں فکر و دانش کے موتی بھی جا بجا ملتے ہیں اور عشق و محبت دلآویزیاں دامن دل کو جھنجھوڑتی ہیں۔ بیدل کی شاعری چمنستان حیات ہے اور ان کے اشعار ان کے مزاج کی بوقلمونی و رنگارنگی کے آئینہ دار ہیں اس کے علاوہ تفلسف و حکمت پر مبنی اشعار بھی بکثرت مل جاتے ہیں۔ اور تصوف و عرفان کی باتیں نہایت جوبصورت پیرایہ میں بیان کی ہیں بیدل کے اشعار میں مانی و بہزاد کی رنگینیاں اور نازک خیالیاں ہیں۔ بیدل بنیادی طور پر استعجاب و حیرت کا شاعر ہے۔ سرمست مئے توحید نے اسرار کی بیشمار گتھیاں کھولی ہیں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے بیدل کی شاعری محیط بے ساحل ہے۔ غالب نے بیدل کو اسی لقب سے یاد کیا تھا بے شک بیدل محیط بے ساحل بھی ہے اور قلزمِ فیض بھی۔

ہمچنان آن محیط بی ساحل
قلزمِ فیض میرزا بیدل

(غالب)

بیدل کی شاعری انسانی دماغ کے بند دریچوں کو کھولتی ہے اور مضراب زندگی کی رگوں

کو چھیڑتی ہے، اس کے سرمدی نغمے ہمارے عقل وشعور کو بلند کرتی ہے۔

زخم بالیدہ ہوئے داغوں پہ جوبن آگیا
پرورش پایا گیا جو زیر دامن آگیا
(نسیم دہلوی)

ہر نغمه که مضراب رگی نیست منام است
تیغی که به خون رنگ نگردیده نیام است
(بیدل)

ہر وہ نغمہ جو زندگی کی رگ کو نہیں چھیڑتا (وہ نغمہ نغمہ نہیں بلکہ) سراپا خواب ہے۔ ہر وہ تیغ جو خون کے رنگ سے آلودہ نہیں ہوتی (وہ تیغ تیغ نہیں بلکہ) نیام ہے۔

چشمی که ندراد نظری حلقۀ دام است
ہر لب که سخن سنج نباشد لبِ بام است
(بیدل)

وہ آنکھ کہ جس میں نظر یعنی بصیرت نہیں وہ (آنکھ آنکھ نہیں بلکہ) زنجیر کی کڑی ہے۔ ہر وہ ہونٹ کہ جو سخن سنج نہیں (وہ ہونٹ ہونٹ نہیں بلکہ) لب بام یعنی چھجا ہے مراد بے حس شے۔

به ہرکجا ناز سر برآرد نیازہم پای کم ندارد
توو خرامی و صد تغافل، من و نگاہم و صد تمنا
(بیدل)

جہاں کہیں تیرا ناز ظاہر ہوتا ہے وہیں نیاز بھی اپنا پاؤں رکھتا ہے۔ تیری خرام یعنی مستانہ چال ہے غفلت شعاری و بے اعتنائی اور میں ہوں، میری مشتاق آنکھیں ہیں اور

تیرے دیدار کی سوسو تمنائیں!

به بوی ریحان مشکبارت به خویش پیچیده ام چوسنبل
زہررگ برگ گل ندارم چو طایررنگ رشته برپا
(بیدل)

سنبل کی طرح میں نے تیری (یاد کی) خوشبودار گلِ ریحان بیل کو اپنے دل کے ارد گرد لپٹا ہوا ہے۔ میری رگوں میں پھول کی پتیاں نہیں کہ وہ پرندوں کو اپنی طرف ملتفت کریں۔ یعنی میں تیرے عشق میں گرفتار ہوں یہی میری بہار ہے۔ جو دوسروں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔

ہیچ شکلی بی ہیولا قابل صورت نشد
آدمی پیش ازان کادم شود بوزینه بود؟
(بیدل)

کوئی بھی شکل پہلے سے موجود ہیولا یا کسی شبہ یا تصور کے بغیر ظہور میں نہیں آتی۔ انسان بھی انسانی شکل میں ظہور سے پہلے بوزنہ (Ape) تھا؟ یہ استفہامیہ لہجہ ہے۔
اِرتقائی سفر پر کہا گیا یہ یہ شعر بیدل کے فکری بلندی کا پتہ دیتا ہے یاد رہے یہ شعر بیدل نے ڈارون سے لگ بھگ ڈیڑھ سو سال پہلے کہا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیدل اپنے زمانے کا افلاطون تھا۔ اسی نوعیت کا ایک اور شعر دیکھیں:

تمثال بغیر از اثَرِ شخص چه دارد؟
خوش باش که خود را تُو نمودی ہُنَراوست
(بیدل)

ہر تمثال اپنے خالق کی ذاتی صفات کی آئینہ بردار ہوتی ہے اے انسان خوش ہو جا!

کہ تو اپنے خالق کے ہنر یعنی Art کا نمونہ ہے۔ سبحان اللہ بیدل نے احسن تقویم کی کیا شرح کی ہے۔

نہ دیکھنا کبھی آئینہ بھول کر دیکھو
تمہارے حسن کا پیدا جواب کر دے گا
(بیخوددہلوی)

کی بے سبب مارا چنین از خاک پیدا کرده ای
بہر شناسای خود این فتنه برپا کرده ای
(بیدل)

کس لئے تو نے بے سبب مشت خاک میں عشق کی تجلی یعنی اپنی روح پھونکی اور اپنی پہچان اور معرفت کے لئے آزمائش میں مبتلا کر دیا۔

ایک ایسی بھی گھڑی عشق میں آئی تھی کہ ہم
خاک کو ہاتھ لگاتے تو ستارا کرتے
(میرتقی میر)

شب تاریک وبیم موج وگردابی چنین حایل
کجا دانند حال ما سبکباران ساحل ہا

(بیدل)

اس شب تاریک میں لہر در لہر خوف موجزن ہے ہمارے درمیاں ایک بھنور حایل ہو چکا ہے جو لوگ کنارے پر بوجھ اتار کر آرام کر رہے ہیں وہ ہمارے حال کو کیسے سمجھ سکتے ہیں؟

مانی کائی ازم (Manichaeism) تیسری صدی کا مذہب ہے جس کے پیش رو مانی

تھے مانی نے مذہبی عبارتوں کی توضیح تصاویر سے کی آموزش بصری Visual Teaching کا موجد مانا جاتا ہے۔ بیدل نے مانی کا نام بڑی عقیدت سے لیا ہے۔

مانی دوگانہ نظریات پر زور دیا گیا فزیکل ورلڈ اور مادہ کو شر کہا۔ اسلام میں خیر و شر قدیم نہیں مانا جاتا بلکہ حادث تسلیم کیا گیا ہے مانی کے عقائد زرتشت سے زیادہ مائل بہ شنائیت تھے وادی جہنم اور چنوات یعنی پلصراط کا عقیدہ بھی سب سے پہلے زرتشت نے دیا تھا۔۔جس کے مطابق زہد و فقر اور ریاضت و مرتاضی کے ذریعہ مادی جسم سے روحانی قوت پیدا کی جاتی ہے۔

مانی کے پہلے اور بعد کے تقریبا سب مذاہب کی اساس یہی ہے عبادت کی فارم میں اختلاف ہے البتہ سب کے یہاں سپرٹ Spirit ایک ہی ہے مانی کا مذہب تو شاید دنیا میں نہیں رہا لیکن مانی کی اصلی شہرت کا راز اس کا موقلم ہے Brush of Mani جو کہ آج بھی ضرب المثل ہے بے شک مانی مینیا تور دانشکدہ نقاشی کا باوا آدم ہے۔ جبکہ بہزاد یعنی کمال الدین بہزاد پندرھویں سولویں صدی عیسوی کا اسلامی مینیا تور (Maniature) کا مشہور نقاش ہے۔ اور اسے بہزاد کہا جاتا ہے۔ فارسی ادب میں مانی و بہزاد کی شہرت مثالی ہے بیدل اپنے طرز کلام کو مانی کی نقاشی جیسا دلپذیر اور جاذب نظر کہتا ہے۔ بیدل کے یہاں مانی سے مراد، رنگینی طرز اور بداعت و جدت طرازی ہے۔ بقول آقای جعفر چنگیز:

> میرزا حسابی مانی در ادبیات فارسی از شهرت بسزایی برخوردار است. شاعران و نویسندگان از دو جنبه این شخصیت را بیشتر مورد توجه و اقبال قرار داده اند: نخست به واسطه مهارت در ہزر و دیگربدعت که تاثیرہریک از این دو وجه در ادبیات ایرانی و سروده ہای شاعران دوران گوناگون در بیش از دویست بیت شعر۔

انعکاس یافته است که میتواند به عنوان منبعی برای شناخت و معرفی این شخصیت از آنها بهره گرفت، در این مجال به اختصار به برخی از این نمونه ہاا شاره میشود۔ شاعران به ہنگام وصف زیبایيہای منظرہای و یا تعریف نگاری و یا گفتگو از توانمندی و چیره دستی نگارگری، متوجه مانی، نقاشی ہاو و کتاب مصورش ارژنگ می شود۔ سعدی شیرازی نیز با پذیرش و باورہز مانی در مقام قیاس از وی یاد میکند:

گرچه از انگشت مانی بر نیاید چون تو نقش
ہردم انگشتی نہدبر نقش مانی روی تو

عطار نیشابوری نیز باباور ہنرمندی مانی می آورد:

نگارینی که من دارم اگر برقع براندازد
نماید زینت و رونق نگارستان مانی را

بحوالہ مانی در آئینہ ہنر و ادبیات ایرانی، از جعفر چنگیز میرزا احسانی۔

بیدل نے اپنے کلام کو مانی و بہزاد کی مصوری سے تشبیہ دی ہے۔ ورنہ مانوی فکر و فلسفہ سے بیدل کا کوئی بھی تعلق نہیں۔

بی نشان رنگیم و تصویر خیالی بسته ایم
حیرت آئینه نقش خامه بهزاد نیست
(بیدل)

جس طرح مانی نے اپنی عبارت کی توضیح کے لئے خوبصورت تصویریں بنائی تھیں یا

پھر بہزاد نے اپنے فن کا اظہار کیا ٹھیک اسی طرح بیدل نے اپنے کلام میں رنگ رنگ پیکر تراشیاں کی ہیں ان کی یہ لفظی و معنوی مصوری بے مثال ہے۔ بیدل رعشہ زدہ ہاتھ میں جب قلم پکڑتے ہیں اور یہ موقلم پھٹتا ہے تو ہزار نقش بہزاد رقم ہو تیجاتے ہیں۔

بنقش تحقیق رعشه دستم خطاست ترکیب رنگ بستم

دمی که این خامه در شکستم ہزاربہزاد می نگارم

(بیدل)

میں نے سابقہ سطور میں کہا تھا کہ بیدل نے اپنے کلام کو مانی و بہزاد کی نقاشی کی بوقلمونی و حیرت انگیزی اور نیرنگی وفریب کے مترادف ٹھہرایا ہے۔ بیدل کا کلام واقعی طور پر نہایت عمیق تہہ دار اور دقیق ہے۔ بیدل گرداب اور گرہیں بنانے میں ماہر ہیں وہ خیال کی ڈور کو سلجھانے کے بجائے الجھائے رکھتے ہیں اور خیال کے بحر بیکران سے تیر کر ساحلِ معنی تک پہنچنے کے بجائے غواصی گرداب کو ترجیح دیتے ہیں۔ بیدل کا فن وضاحت کرنے کے بغیر ہی اچھی تصویر کی طرح محظوظ کرتا ہے۔

چونکہ اعلیٰ نقاشی یا بڑے آرٹ میں بھی میں بھی کئی ایسی مستور باریکیاں اور مخفی لطافتیں ہوتی ہیں جنہیں ہر آدمی اپنے ذہنی اپیج کے مطابق سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔ بعینہ جو شعر ہر کسی کو سمجھ آجاتا ہے دراصل وہ شعر ہی کیا ہوا بلکہ وہ تو چشمہ پایاب ہے۔

بقول بیدل :

چه نقشهاکه نبست آرزو به فکر وصال

خیال بستن من بی توکلک مانی بود

(بیدل)

یہ کیسے نقش ہیں کہ جن کی دھن میں کسی کے وصال کی آرزو نہیں تیرے فراق میں میری

مضمون بندی، گویا مانی کی قلم سے ٹپکنے والے نقوش ہیں۔

تیرے جلووں کو کہیں عام نہ کر دیں اے دوست
اس لیے مانی و بہزاد سے ڈر لگتا ہے
(مشیر جھنجھانوی)

بیدل، مانی کی ہنرمندی کو کارگاہ فطرت کہتا ہے۔

به آن صفا بیخته ست رنگم که مانی کارگاه فطرت
قلم به آیینه پاک سازد دمی که تصویر من برآرد

جنون کو ''مانی آرزو'' کہا ہے جس سے ارژنگ کامرانی کا رنگ چھلکتا ہے۔

مانی آرزو جنون انگیخت
رنگ ارژنگ کامرانی ریخت

بیدل معنوی طور پر مانی کی اقلیم فطرت کا دعویدار ہے اور نقش رنگ و بو کے اظہار میں بہزاد جیسی قدرت کا مدعی۔

به معنی مانی اقلیم فطرت
به نقش رنگ و بو بهزاد قدرت

به عالمی که خیال تو نقش می بندد
نفس نمی کشد از شرم خامهٔ مانی

تیرے خیال کی بندش دیکھ کر تو مانی کا قلم سانس لینا بھول جاتا ہے سانس بھولنا، قلم کے نہ چلنے کا استعارہ ہے۔

مو گشته ایم و نقش خیال تو مشق ما است

حـــیران صـــنعت قلـــم مـــانی خـــودیم

(بیدل)

میں موقلم ہو چکا ہوں تیرا خیال میری مشق سخن ہے، میں اپنی مانی صفت قلم کی صنعت و کاریگری دیکھ کر حیران رہ جاتا ہوں۔

OO

باب ۱۰

بیدل، برگساں اور اقبال

برگساں کے مطابق حقیقت مسلسل پیش قدمی کرنیوالی تخلیقی حرکت کا نام ہے۔ حقیقت ایک مسلسل بہاو اور ایک مسلسل اور دائمی تکوین کا نام ہے اور خارجی اشیا محض وہ خطوط شوق ہیں جو ہمارا ذہن اس بہاؤ کے اوپر کھینچ دیتے ہیں دوسرے لفظوں میں اصل حقیقت حرکت ہے اور اشیا کی خارجی شکل ہمارے ریاضیاتی ذہن کی اس پر لگائی ہوئی روک ہے۔ بیدل اور نظریہ برگسانی افکار میں کافی مطابقت ملتی ہے۔ اقبال کا مضمون بیدل و برگساں بہت مشہور ہے اور بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اقبال نے اپنے دوست بمل پرشاد شاد کو دیوان بیدل چھاپنے پر ابھارا اور تاکید کی۔ اس سے پتہ چلتا ہے اقبال بیدل کا زبردست مداح تھا اقبال نے بیدل ان لائٹ آف برگسن مشہور مضمون لکھا ہے جس کے دیباچہ میں ڈاکٹر تحسین فراقی نے اقبال کے حوالہ سے لکھا ہے۔ اقبال کہتے ہیں۔

> ''میرا ماننا ہے ہیگل گوئٹے، مرزا غالب، عبدالقادر بیدل اور ورڈزورتھ سے میں نے اکتساب فیض کیا ہے پہلی اور دوسری شخصیت یعنی ہیگل اور گوئٹے نے مجھے دل دوروں کی طرف متوجہ کیا۔ اور تیسری اور چوتھی شخصیت نے مشرقی فلسفہ کی جانب راغب کیا۔ اور آخری شخصیت یعنی ورڈزورتھ نے مجھے فطرت کے انکار سے بچایا''۔

(بیدل، برگساں کی روشنی میں سے ماخوذ پیرا۔ترجمہ)

اقبال کہتے ہیں۔

''بیدل اور برگسان دونوں کے نزدیک حقیقت مطلق تک پہنچنے کا واحد ذریعہ وجدان ہے جو فکر کی ایک عمیق ترین شکل ہے''۔

نیز بیدل ہمیں غیر حقیقی زمان کے تصور سے بھی آگاہ کرتے ہیں۔

زموج پردہ بروے حباب نتواں بست

تو چشم بستۂ ای بے خبر نقاب کجاست

موج دریا کے چہرہ پر پردہ نہیں ڈال سکتی تو نے اپنی آنکھ بند کر رکھی ہے۔پردہ کہاں ہے۔

موج و کف مشکل که گردد محرم قعر محیط

عالمے بیتاب تحقیق است و استعداد نیست

موج اور جھاگ دریا کی گہرائی سے محرم نہیں ہوسکتی ایک دنیا تحقیق کے درپے ہے لیکن اس میں صلاحیت موجود ہی نہیں ،یعنی دنیا اس کی کن پانے سے عاجز ہے۔

دریں دریا که عریانیست یکسر ساز امواجش

حباب مابه پیراہن رسیداز چشم پوشیدن

یہ دریا موجوں کے ساز سے عریاں ہے میرے حباب نے اپنی آنکھ بند کے لباس یعنی جسم حاصل کرلیا ہے۔

یک دو نفس خیال باز رشته شوق کن دراز

تاابداز ازل بتاز ملک خدات زندگی

ایک دو پل خیال محو کر،شوق کے دھاگے کو لمبا کر،تاکہ تو ازل سے ابد تک ملک خدا میں پھیلے۔

حایلی نیست بجولانگه معنی، بِشدار
خواب پادر ره ماسنگ نشاں می باشد

اس شعر کی تشریح ڈاکٹر علامہ اقبال نے کچھ یوں کی ہے:

" In the race-course of Reality there is no obstruction,
even the benumbed foot (i.e. Arrested motion)
serves along this path as a milestone."

In this verse, Bedil employs the very metaphor (i.e.milestone)which some of the Bergsonian writers have employed to ollustrate their meaning. The poet means to say that the heart of Reality is perpetual movement ,what appears to arrest or obstruct this ,montion serves only as milestone directing further movement . BEDIL IN THE LIGHT OF BERGSON.
published by. Dr. Tehsin Farouqi (An unpublished article of Iqbal)

گر تغافل می تراشد گاه نیرنگ نگاه
جلوه را آئینهِ ماسخت رسوا کرده است

" It is our mirror (i.e. intelligence) which tells scandulous tales about the nature of Reality! Now it reveals Reality as inattention(i.e. extension) now as vision.

اقبال نے برگساں کے نظر یات کا پرتو بیدل کے اشعار میں بجا طور دیکھا ہے اور اس کی اصطلاحوں (Duration Pure) اور (Real Spatialised Time) کا بیدل کے شعروں سے جواز مہیا کیا ہے۔ یہ مضمون مختصر سہی مگر نہایت جامع اور از حد دلچسپ ہے۔

این جمله دلائل که ز تحقیق تو گل کرد
در خانۂ خورشید چراغاں نجوم است
(بیدل)

بیدل کے تصوف میں مانویتManichaeanismفلسفۂ تنزلات نور مطلق کے دھندلانے یا مکدر ہو جانے کا نام ہی نہیں ہے بلکہ بیدل کے خیال میں خدا حرکتِ حیات

سے مشخص ہے۔اوراس کی کسی تجلی کو استقرار نہیں ہے۔وہ الٰہ فی الزمان ہے یعنی گاڈ اِن ٹائم (God in Time)۔

بقول بیدل:

به اثباتش جگر خوردم به نفی خود دل افشردم
زمعنی چون اثر بردم نه او آمد نه من رفتم

یعنی ایک عمر خدا کے اثبات اور خودی کی نفی میں خون جگر کھایا اور جب عالم من وتو میں وہ مقام آیا کہ معنیٔ حق سے آ گاہی حاصل ہوئی تو خدا کے قدم خدائی نے روک لئے اور میری خودی نے مجھے آگے بڑھنے سے روک دیا۔اقبال نے اسی خیال کو یوں پیش کیا ہے۔

خودی وہ بحر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
تو آبجو اسے سمجھا اگر تو چارہ نہیں
(اقبال)

خرم آن جوی فرومایه که از ذوقِ خودی
در دل خاک فرورفت و به دریا نرسید
(بیدل)

متاعِ بے بہا ہے درد و سوزِ آرزومندی
مقامِ بندگی دے کر نہ لوں شانِ خداوندی

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا، نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی، وہاں جینے کی پابندی
(اقبال)

در فکر خودم معنی او چهره گشاید
خورشید بروں ریختم از ذره شگافی
(بیدل)

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں
(اقبال)

برون دل نتوان یافت ہر چه خواہی یافت
کدام گنج که در خانه خراب تو نیست
(بیدل)

حسن کا گنج گرانمایہ تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد نہ کھودا کبھی ویرانہ دل
(اقبال)

باہر کمال اندکی دیوانگی خوش است
گیرم که عقل کل شده ای بی جنون مباش
(بیدل)

لازم ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے
(اقبال)

سیر چشمی ذره از مہر قناعت بودنست
پیش مردم اندکی در چشم خود بسیار باش
(بیدل)
سیرچشمی دید کے بھوکوں کو دیکھو کہتی ہے
مه پنیرِ شام ہے خورشید تاباں نان صبح
(اقبال)

شاہین جرأت وہمت اور غیر تمندی وجانبازی کا استعارہ ہے۔اقبال نے غلام قوم کو جگانے کے لئے استعمال کیا۔

پلٹنا جھپٹنا جھپٹ کر پلٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

نہیں قصر سلطانی کے گنبد پر تیرا نشیمن
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

اٹھو مری دنیا کے غریبوں کو جگا دو
کاخ امرا کے درو دیوار ہلا دو
(اقبال)

بازار ظلم گرم است از پہلوی ضعیفان
آتش به عزم اقبال دارد شگون ز خسہا
(بیدل)

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات
(اقبال)

جہد مردان دیگراست و سعی مردم دیگراست
لمۂ خورشید دیگر تاب انجم دیگر است
(بیدل)

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک فضا میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور
(اقبال)

در طلب باید گزشت از ہر چہ پیش آید بہ پیش
گر ہمہ سر منزل مقصود باشد جادہ است
(بیدل)

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں
(اقبال)

جدو جہد پر بیدل کے لازوال اشعار۔

بی خون شدن سراغ دلت سخت مشکل است
انگور می نگشتہ بہ مینا نمی رسد
(بیدل)

گماں مبر که به پایان رسید کارِ مغاں
ہزار بادۂ ناخورده در رگِ تاک است
(اقبال)

بلندی ہا به پستی متہم شد از تن آسانی
به راحت گر نپردازد زمین ہم آسمان دارد
(بیدل)

کارواں تھک کر فضا کے پیچ وخم میں رہ گیا
مہر و ماہ و مشتری کو ہم عناں سمجھا تھا میں
(اقبال)

درآں عالم تواں از یک نگاه گرم طی کردن
تگا پوی شرر نی جاده میخواہد نه فرسنگی
(بیدل)

عشق کی اک جست ہی نے کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسمان کو بیکراں سمجھا تھا میں
(اقبال)

من نمی گویم زیان کن یا به فکر سود باش
ای ز فرصت بی خبر در چه باشی زود باش
(بیدل)

گرم فغاں ہے جرس اٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رہرو کہ ہے منتظر راحلہ
(اقبال)

بر طبع ضعیفاں ز حوادث المی نیست
خاشاک کند کشتی خود موج خطر را
(بیدل)

سفینۂ برگ گل بنائے گا قافلہ مور ناتواں کا
ہزاروں موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا کے پار ہوگا
(اقبال)

در سواد فقرگم شو زنده جاوید باش
در ہمین خاک سیاه آب بقا پوشیده اند
(بیدل)

مِرا طریق امیری نہیں فقیری ہے
خودی نہ بیچ، غریبی میں نام پیدا کر
(اقبال)

در قناعت ہمه اسباب به زیر قدم است
مور این دشت نخواہد ز سلیمان مددی
(بیدل)

جب انسان قناعت کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو مال و اسباب دنیا خود بخود اس کے پاؤں کی

ٹھوکر میں آ جاتے ہیں۔ قناعت چیونٹی کو بھی وہ سیر چشمی عطا کرتی ہے کہ وہ سلیمان کی مدد سے بے نیاز ہو جاتی ہے۔

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے
(اقبال)

○○

باب ۱۱

بیدل واقبال

اقبال فارسی کی متعدد شعرا سے متاثر ہوئے جن میں بیدل عرفی، رومی کا نام اکثر لیا جاتا ہے بے شک اقبال کے عشق وجنوں کا تصور رومی اور شعری ڈکشن عرفی سے ملتا جلتا ہے اور اقبال نے ان شعرا سے اکتساب فیض کیا جس کے بہت سے شواہد ہمارے پاس موجود ہیں۔ شاید بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ غالب کی طرح اقبال نے بھی بیدل سے حریت پسندی اور رد تقلید کا تصور اخذ کیا ہے۔ اقبال اور بیدل دونوں ہی شعرا راسخ العقیدہ تھے بیدل کی روش اختیار کرتے ہوئے اقبال نے اپنی شاعری عقل وخرد کا امتزاج قائم کرنے کی سعی کی اقبال بیدل کے معتقد تھے۔ اقبال کا حرکی نظریہ بیدل کی توسیع ہے۔ اسی فکری مناسبت اور شباہت طرز کی بنیاد پر ایران کے ملک الشعراء بہار نے اقبال کی بابت سچ ہی کہا ہے۔

بیدلی گر رفت اقبالی رسید
بیدلان را نوبتِ حالی رسید
(ملک الشعرا بہار)

یعنی بیدل کے جانے کے بعد اقبال آئے اور بیدلوں کے حال کی نوبت لائے۔

باہر کمال اندکی آشفتگی خوش است
ہر چند عقل کل شدہ ای بے جنوں مباش
(بیدل)

کمال کے ساتھ آشفتگی اور عقل کے ساتھ جنوں کا یہ تصور اقبال کو اتنا پسند آیا کہ انہوں نے اس تصور کو کچھ یوں اردوی قالب میں ڈھالا ہے۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے
(اقبال)

ملتِ اضدادِ خلق اوج و حضیض فطرت است
زین سبب ہا بو لہب خصم پیمبر بودہ است
(بیدل)

بیدل نے ابولہب کی پیغمبر اسلام علیہ السلام سے دشمنی کو اضداد خلق اور اوج فطرت و حضیض پستی سے تعبیر کیا تھا اور جیسا کہ حق کی تمیز کے لئے باطل کا پہلو ہونا بھی لازمی ہے۔ نور کا وجود ظلمت کے تصور کے بغیر نامکمل ہے۔ بیدل کے اس زبردست خیال کو اقبال نے خوبصورت الفاظ مگر قدرے سطحی شعر میں پیش کیا ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی
(اقبال)

اقبال نے نرگس کی بے نوری کا تصور بالیقیں بیدل سے اخذ کیا ہے۔

دمیده است چو نرگس درین تماشا گاه
ہزار چشم و یکی را نصیب دیدن نیست
(بیدل)

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا
(اقبال)

اگر غور سے دیکھا جائے تو میر تقی میر کا مشہور شعر بھی اس نیچے دیے گئے شعر میں باندھے گئے خیال کی صدائے بازگشت ہے:

ہر دو عالم خاک شد تا بست نقش آدمی
اے بہار نیستی از قدر خود آگاہ باش
(بیدل)

یعنی دونوں جہانوں کو خاک ہونا پڑتا ہے تب کہیں جا کر آدمی کا نقش تیار ہوتا ہے اس طرح نقش آدمی کو بیدل، نیست ءعالمین کی بہار یعنی حاصل سمجھتا ہے۔ یہ بیدل کا اوریجنل خیال ہے جیسا کہ اوپر بیان کر چکا ہوں اقبال اور مزید میر تقی میر نے پیکر بدل کر اسے یوں بنا دیا۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب کہیں خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں
(میر تقی میر)

حرص ہر سو می برد بر سیم و زر تار نگاہ
زاہد از فردوس ہم مطلوب جز دنیا نیست
(بیدل)

اقبال نے اسی خیال کو ڈھیلے ڈھالے پیکر میں یوں پیش کیا لیکن بیدل کا ساز ور بیان اور استعجاب کی کیفیت نہیں پید کر سکے۔

زاہد کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دُنیا جو چھوڑی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
(اقبال)

بیدل بحصول رزق آمادہ بشر
سگ چاکرِسگ نہ گشت خر بندۂ خر
(بیدل)

بیدل حصول رزق کے لئے آدمی آدمی کی غلامی کرتا ہے۔ حیرت کی بات ہے میں کسی کتے کو دوسرے کتے کا نوکر نہیں دیکھا اور نہ ہی کسی گدھے کو دوسرے گدھے کا غلام دیکھا ہے۔ بیدل ہر قسم کی غلامی اور تقلید کے سخت خلاف تھے اقبال نے بیدل کا تتبع کیا ہے۔

غلامی :

غلامی یعنی اپنے اوپر کسی دوسری اور غیر طاقت کے تسلط سے وجود میں آتی ہے۔ گرامچی (Gramsci) نے اس کی وضاحت یوں کی ہے کہ سرکاری ادارے فوج اور پولیس وغیرہ جس طرح سوسائٹی کا نظم و نسق کا سلسلہ چلاتے ہیں۔ اسی طرح سماج میں بھی رسموں اور قدروں کی اندھا دھند تقلید یا کورانہ عمل کروایا جاتا ہے۔ کوئی بھی اندھا دھند عمل یا تعمیل غلامی کے زمرہ میں آتی ہے۔ اقبال نے غلامی کو مغربی پیروی اور بالا دستی پر منطبق کیا ہے۔

اٹھا نہ شیشہ گرانِ فرنگ کے احسان
سفالِ ہند سے مینا و جام پیدا کر
(اقبال)
میری نظر نہیں سوئے کوفہ و بغداد
کریں گے اہلِ نظر تازہ بستیاں آباد
(اقبال)

آدم از بے بصری بندگئ آدم کرد
گوہرے داشت ولے نذرِ قباد و جَم کرد
یعنی از خوئے غلامی ز سگاں خوار تر است
من ندیدم که سگے پیشِ سگے سر خم کرد
(اقبال)

ہیچ کس نیست زبان دان خیالم بیدل
نغمۂ پردۂ دل از ہمه آہنگ جدا است
(بیدل)

کوئی زبان داں اور ہم زباں ہے ہی نہیں جو میرے خیال کو سمجھے (کیونکہ) میرے ساز دل سے پیدا ہونے والے نغمے کا آہنگ کچھ اور ہے۔ بقول حالیؔ:

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں

OO

باب ۱۲

بیدل کا حرکی نظریہ

حسن بیرنگیست در ہر جا به رنگی جلوه گر
در دل سنگ آنچه می بینی شرر در غنچه بو ست
(بیدل)

کر اگر تم پتھر کو چیرو تو وہ پورا شرر ہے اے انسان اگر پتھر کی طرح ہے تو بھی اپنے پر سکون کا گمان نہ کر۔

بر خود آسودنی گمان نبری
سنگ اگر گل کنی ہمان شرری
(بیدل)

گل کنی یعنی چیرنا:

جذبه شوق اگر شود پرو بال
سنگ را میتوان شرر کردن
(بیدل)

شرر به چشم تغافل اشارتی دارد
که این بساط ہوس جای انتظار تو نیست
(بیدل)

یعنی: تیری ہستی اگر مثل شرر ہے مگر سراپا سوز اور اضطراب ہے۔ دنیا اس قابل نہیں کہ تو طول امل کا شکار ہو کر، منزل مقصود بھول جائے یہ تو محض دھوکہ وفریب نظر ہے۔

پروفیسر ظہیر احمد صدیقی، بیدل کا اقبال سے موازنہ کرتے ہوئے ان کے حرکی تصوف کے بارہ میں لکھتے ہیں:

''علامہ اقبال کی طرح بیدل بھی زندگی کے بارہ میں حرکی (Dynamic) نظریہ رکھتے ہیں ان کے ہاں بھی علامہ کی طرح زندگی کی اعلی اقدار کا شعور ملتا ہے۔''

وہ اقبال کی طرح آرزو، بلند ہمتی اور سعی وکوشش کو اعلیٰ زندگی کی اساس سمجھتے ہیں۔

تا ابد از ازل بتاز ملک خدا ست زندگی
غافل از سیر گداز دل نباید زیستن
(بیدل)

مباش ہمچو گہر مردہ ریگ این دریا
نظر بلند کن و ہمت حباب طلب
(بیدل)

من آن شوقم که خودرا از غبار خویش می جویم
رہی در جیب منزل کردہ ام ایجاد و می پویم
(بیدل)

میں وہ شوق ہوں کہ اپنے غبار وجود میں خود کو تلاش کر رہا ہوں میری منزل میرے ہی قدموں کے نیچے ہے ایک راستہ ہے کہ منزل کے گریبان سے میں نے پیدا کر لیا ہے اور اسی پر گامزن ہوں۔ مصرع:

این جا کشاد چشم غیراز حیرت چیزی ندارد باید

(بیدل)

ترجمہ: یہاں آنکھوں کا وا ہونا محض حیرت کا پیش خیمہ ہے۔

نگہی نکردہ ز خود سفرز کمال خود چہ برد اثر

برویم در پیت آنقدر کہ بہ ما زما خبری رسد

(بیدل)

وہ نگاہ جس نے خود سے باہر سفر نہ کیا ہو اسے اپنے کمال کا عرفان کیوں کر ہو سکتی ہے ہم تیرے پیچھے اس قدر جائیں کہ اپنا سراغ پا لیں۔

تا دل از امید غافل بود تشویشی نبود

ساز استغنای ما را کرد باطل انتظار

(بیدل)

زندگی کی تمام کشاکش امید و انتظار کا شاخسانہ ہے جب تک دل ساز امید سے غافل ومحروم رہے وہ ہر تشویش اور باک سے بے نیاز رہتا ہے جب امید اسے انتظار کی زحمت سے آشنا کرتی ہے تو اس کا راز استغنا ختم ہو جاتا ہے۔

جہدی کہ شعلہ ات نکشد ننگ اخگری

خاکستری برون دہ و رخت سفر بر آر

(بیدل)

ایسا جہد کہ تیرے انگارے سے شعلہ پیدا نہ کرے باعث ننگ وعار ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ تو اپنا اصل رخت سفر بہم پہنچائے جو مجسم شعلہ کی صورت ہے اور اپنی

کثافت کو خاکستر کی صورت الگ کر دے۔

بیدل از علم و عمل گر مدعا جمعیت است
ہیچ کاری غیر بیکاری نمی آید به کار
(بیدل)

اگر علم و عمل کا ماحصل جمعیت خاطر اور تسکین قلب ہے تو اس کے لئے جد و جہد کی کیا ضرورت ہے یہ تو بے کاری سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ دراصل شعلہ آگہی کے لئے یہ جد و جہد کی جاتی ہے تا کہ حیات درخشاں ہو سکے۔

دو عالم میتوان از یک نگاه گرم طی کردن
تگاپوی شرر نی جاده میخواهد نه فرسنگی
(بیدل)

دو عالم کا فاصلہ اور سفر ایک ہی نگاہ گرم سے طے کیا جا سکتا ہے چنگاری کی تگ و پو کے نہ جادہ درکار ہے اور نہ منزل۔

عشق کی اک جست نے ہی کر دیا قصہ تمام
اس زمین و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں
(اقبال)

غالب نے اسی خیال کو دوسرے انداز میں پیش کیا ہے۔

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب
ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا
(غالب)

چیتے کی مثال:

مردان ز غم سختی ایام گزشتند
من نیز برایں کوہ پلنگم کہ بر آیم
(بیدل)

چیتا دشوار گزار پہاڑیوں کو اپنے راستے کی رکاوٹ نہیں سمجھتا اسی طرح مرد آزاد بھی زندگی کی سختیوں سے نہیں گھبراتا۔

ملے گا منزل مقصود کا اسی کو سراغ
اندھیری شب میں ہے چیتے کی آنکھ جس کا چراغ
(اقبال)

در قناعت ہمہ اسباب بہ زیر قدم است
مور این دشت نخواہد ز سلیمان مددی
(بیدل)

جب انسان قناعت کو اپنا شعار بنالیتا ہے تو مال و اسباب دنیا خود بخود اس کے پاؤں کی ٹھوکر میں آجاتے ہیں قناعت چیونٹی کو بھی وہ سیر چشمی عطا کرتی ہے کہ وہ سلیمان کی مدد سے بے نیاز ہو جاتی ہے۔

ز بزم وصل خواہش ہای بیجا می برد مارا
چو گوہر موج ما بیرون دریا می برد ما
(بیدل)

قطرے کا وجود تو دریا میں ضم ہو سکتا ہے لیکن گوہر کا وجود دریا کا حصہ نہیں بن

سکتا۔انسان کی مثال گوہر کی ہے جو دریائے وحدت سے الگ ہو چکا ہے اب وہ کوشش کے باوجود دریا میں ضم نہیں ہوسکتا۔

حوادث عین آسائش بود آزاده مشرب را
که موج بحر دارد از شکست خویش جوہر ہا
(بیدل)

اصغر گونڈوی نے مصرع اولی سے اسی خیال کو مستعار لیا ہے۔لیکن دوسرے مصرع کے مضمون کو گرفت میں نہیں لے سکے۔

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں زندگی دشوار ہو جائے
(اصغر)

شعله را جز ته خاکسترش آرام کجا ست
جهد آن کن که تو در سایه خویش آسایی
(بیدل)

شعلہ کو خاکستر اور راکھ کے نیچے سکون وقرار نہیں آتا کوشش کر کہ تو اپنے سایہ میں آسائش حاصل کر سکے۔زندگی کی سب سے بڑی نشانی حرکت ہے بیدل حرکت اگزایش اور ارتقا کے علمبردار تھے۔

فزودن ہا نقاب وحشت است اجزاء امکان را
نیابی جز شرر سنگی که بشگافی معمایش
(بیدل)

یہ اجزائے عالم کی فزونی اور بزرگی کوئی حقیقت نہیں جب غور سے نظر کروان کے پردہ

میں ایک متحرک اور مسرور جسم کو چک موجود ہے۔ اگر پتھر کا معما چیر و تو اس میں سے شــرر دریافت ہوتا ہے۔

مستقبل امید دو عالم ہمه ماضی است
این مسئله بر ہر که رسی رو بقفا پرس
(بیدل)

بقول آقای سلجوقی :

گندم ماضی گندم مستقبل و جو آن نیز جو مستقبل است۔ این مشاهده رو بقفا بایستدو رو بقفا بپرسدو بجوید۔

ہیچ شکلی بی ہیولا قابل صورت نشد
آدمی ہم پیش ازاں کادم شود بوزینه بود
(بیدل)

ہر شکل اپنے سے الگ ہو کر موجودہ صورت میں ظاہر ہوئی ہے آدمی آدم کی شکل میں آنے سے پہلے بندر تھا۔

ہمچو کوزہ دولاب ہر چه زیر گردون است
یا ترقی آہنگ است یا تنزلی دارد
(بیدل)

کمہار کے چاک پر جو جو کچھ اس گردوں کے نیچے ہے، یا تو وہ ارتقا پزیر شکل ہے یا تنزل یافتہ۔

چشمی بَگُشا منشاء پرواز ہمین است
چون بیضا شکستی دمدت بال و پر از خود
(بیدل)

آنکھیں کھول پرواز تقاضا ہے کہ انڈا ٹوٹنے کے بعد ہی چوزہ کے بال و پر اگتے ہیں۔

شرار سنگم و در فکر کار خویش میسوزم
به چشم بسته شمع انتظار خویش میسوزم
(بیدل)

میں سنگ سے پیدا ہونے والی چنگاری ہوں جو اپنے اپنے مقصد وجود کی تلاش کی آگ میں جل کر بھسم ہو جاتی ہے۔ شمع تو ایک آنکھ رکھتی ہے جس سے کہ محفل امکاں کو دیکھتی ہے مگر میں تو اپنی بند آنکھوں سے ہی شمع انتظار جلاتا ہوں۔ اور اسی کے شعلے میں جل جاتا ہوں۔

فسرده گان امکان را محال است آتش دیگر
چوں برق از جرأت بی اختیار خویش میسوزم
(بیدل)

عالم امکان تب و تاب اور حرارت سے فسردہ یعنی خالی ہے اگر اس سرد خانہ میں کوئی گرمی کا سامان ہے تو تو انسان کی خودی کی۔

نگاه شوق پیدا کن تماشا کن تماشا کن
دو عالم جلوه است و بی بصر دشوار می بیند
(بیدل)

بیدل کے مطابق نگاہ شوق کے بغیر تجلی کو زیر دام نہیں لایا جا سکتا۔ وہ موج کی طرح سراسیمگی اور ہرزہ سرائی پسند نہیں کرتا بلکہ وہ گرداب کا تحرک اور کشش چاہتا ہے۔

مباش ہمچو گہر مرده ریگ این دریا
نظر بلند کن و ہمت حباب طلب
(بیدل)

بیدل موتی کو ریگ مردہ کہتا ہے اور متحرک حباب کو نظر بلند کا استعارہ قرار دیتا ہے

کیونکہ حباب دریا کے اوپراوپر تیرتی ہے۔اوردریائی زندگی کا مشاہدہ کرتی ہے۔

بحر طوفان جوشی و پرواز شوخی موج تست
مانده افسرده و لب خشک چون ساحل چرا
(بیدل)

بیدل ساحل کولب خشک کہتا ہے اورافسردگی کی علامت قرار دیتا ہے اورموج کوزندگی کے تموج کے مترادف سمجھتا ہے۔یادرہے بیدل حرکی نظریہ المبردارتھا۔اسکے شاعری عزم و ولولہ اورعالی ہمتی اور جوانمردی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔بیدل ایسی عاجزی جوانسان کوپستی کی طرف لے جاتی ہے کوذلت سمجھتا ہے۔اورصبر کونار۔رسائی۔غنچہ کوکنجوسی اورتنگدامنی کی علامت کہتا ہے۔

صبر اگر باشد دلیل نارسایہای جہد
تابه مقصد چون ثمر بی رنج پایی می رسی
(بیدل)

صبر جہد کی نارسائی کی دلیل ہے جب پھل کچا ہوتا توصبر سے اس کے پکنے کا انتظار کیا جاتا ہے۔

بے خون شدن سراغ دلت سخت مشکل است
انگور می نگشته به مینا نمی رسد
(بیدل)

نقش ہیں سب ناتمام خون جگر کے بغیر
نغمه ہے سودائے خام خون جگر کے بغیر
(اقبال)

سبکتاز است عمر ای دیده ترک سرگرانی کن
نگه را اندکی روشن سواد جلوه خوانی کن
(بیدل)

اے آنکھ عمر بڑی کم فرصت ہے اب غفلت سے اس فرصت کو غارت نہ کر نگاہ کو تھوڑا روشن کر اور اندھیروں میں جلوہ خوانی کر۔

درون بیضه جز افسردگی دیگر چه می باشد
چمن ہا وقف پرواز است سعی پر فشانی کن
(بیدل)

اے طائر بیضہ، بیضہ کے اندر افسردگی کے سوا کچھ نہیں تیری پرواز کے لئے چمن وقف کئے جا چکے ہیں اس لئے سعی پر فشانی کر۔

رنگہا در پرده تحریک مژگان خفته است
ہر چه می خواہد دلت زین خامه بہزاد ریز
(بیدل)

نئے نئے رنگ مژگانوں وں کے پردہ کی جنبش میں سوئے ہیں جس کو کام مسیں لا کر بہزاد و مانی کی دنیائے ہنر کی سیر ممکن ہے۔

در ہستی و عدم ہمه جا سعی مطلبی است
از تیشه زیر خاک تلاش ثمر نرفت
(بیدل)

نہ صرف ہستی وعدم میں بھی روح انسانی کی سعی و کاوش جاری رہتی ہے بلکہ سعی کا تیشہ

عدم میں بھی تلاش ثمر نہیں چھوڑتا۔

عزم چون افتاد صادق راه مقصد بسته نیست
اشک در بیدست و پاییها به سر غلطیده رفت
(بیدل)

عزم صادق کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں آسکتی آنسو ہاتھ پاوں اور حرکت سے محروم ہوتا ہے لیکن عزم راسخ سے سر کے بل چلتا ہے۔

فسردن گر همه گوہر بود بی آبرو باشد
بکن جہد آن قدر کز خاک برداری توکل را
(بیدل)

اگر افسردگی موتی ہو تو بھی بے آبرو ہے کوشش کر کے توکل کو خاک نشینی سے نکال کر بلند مقاصد کا راستہ دکھایا جا سکتا ہے۔

اگر از دیر وارستیم شوق کعبه پیش آمد
تگ و پوی نفس یارب کجا ہا می برد مارا
(بیدل)

زندگی تگاپوئے نفس کا دوسرا نام ہے جو کسی بھی منزل سے مطمئن نہیں ہوتی اگر دیر سے پیچھا چھڑائے تو کعبہ سامنے آجاتا ہے۔ زندگی انسان کو خوب سے خوب تر کی تلاش میں مشغول رکھتی ہے۔

نه فلک آغوش شوق انتظار آماده است
کای نہال باغ بیرنگی ز آب و گل برا
(بیدل)

نو آسمان اپنی آغوش کو شوق انتظار سے آمادہ کئے ہیں اے باغ بیرنگی یعنی لاہوت کے نہال تو آب و گل سے دل چھڑا کر باہر آجا۔

به قدر سعی دراز است راه مقصد ما
وگرنه در قدم عجز منزل افتاد است
(بیدل)

بیدل کے نزدیک عجز۔ درماندگی اور پاشکستگی ہے۔

ز خود برا تا رسد کمندت به کنگر قصر بی نیازی
به نرد بانهای چین دامن کسی ره آسمان نگیرد
(بیدل)

اپنے آپ سے باہر آ یعنی نفس کے بہکاوے اور خواہش کے غلبہ سے بچ کر قصر بے نیازی یعنی الوہیت تک پہنچ آرام طلب لوگ یا چین دامن یعنی سلوٹوں کی فرضی سیڑھیاں چڑھنے والے لوگ کبھی آسمانوں کا راستہ نہیں پاسکتے۔

از پیکر حیرت چمن این طاوس
نشکست پری که رنگ آیینه نبست
(بیدل)

یعنی فطرت آدمی کی نیرنگیوں کا حال ایسا ہے کہ جیسے طاؤس کے رنگوں سے ایک حیرت کا چمن کھلا ہوا ہوا اور اس کے پیکر کوئی پر ایسا نہیں ٹوٹتا جو آپ اپنی جگہ آئینے کی طرح ایک جہان تماشا اور عالم حیرت کا حامل نہیں بن جاتا۔

OO

باب ۱۳

بیدل-حیرت واستعجاب کا شاعر

بیدل کی شاعری دشت حیرت ہےاس میں تجلیات کی بارش ہوتی ہے ہر لحظہ میں شواہداور نقوش شکلیں اور رنگتیں بدلتے ہیں اور ہماری حیرت میں اضافہ کرتی ہے۔ بیدل کے جہاں کا ہر ذرہ محو دعا ہے گویا رب زدنی فیك تحیّراً ۔

بیدل کے یہاں اسما، افعال اور صفات کا ادراک ہوتا ہے بیدل کے نزدیک عرفان کا حاصل تحیر ہے۔ اوران کی شاعری میں آئینہ حباب وغیرہ استعارات اسی حقیقت کے اظہار کے لئے مستعمل ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو بیدل کی شاعری میں ہر جگہ تحیر ہی تحیر اور سر گشتگی کی فضا اور ماحول ہی ملتا ہے۔ خیال بندی، مضمون آفرینی ورنگینی Florid and Flowery (Style) بیدل کی شاعری کی نمایاں خصوصیات ہیں شبلی اور شیخ اکرام کو غلط فہمی ہوئی تھی بیدل کے طرز سے نہ تو فارسی آہنگ کو نقصان پہنچا اور نہ ہی زبان کی لطافت اور شیرینی میں فرق آیا۔ بلکہ بیدل نے فارسی شاعری کو سطحیت اور پایابی سے نکال کر بحر ناپیدائے کنار کر دیا۔ چونکہ بیدل اور غالب کا طرز شاعری کی عام نہج سے ہٹ کر تھا اس لئے ناقدین کو وقتی طور پر ان کی شاعری وقتی محاورہ اور زمانہ کے دستور کے خلاف محسوس ہوئی۔ لیکن وقت

گزرنے کے بعد یہی شاعری دیر پا اور بڑی شاعری ثابت ہوئی شاید شبلی کو بھی کسی وقت یہ احساس ہوا ہو۔ میرے خیال میں وہ بیدل و غالب کی عظمت سے وہ اس قدر خائف تھے کہ انہوں نے ان دو عظیم شعرا کا تذکرہ سرے سے کیا ہی نہیں بیدل اور غالب کے استعارے ہر دور میں نئے مفاہیم اور معانی دیتے رہیں گے۔ بیدل اور غالب کا ابہام اور غرابت Obscure and Mysterious شاعری کے جہاں میں انقلاب ثابت ہوا اور انکی عظمت کا راز بھی اسی میں ہے۔ بے شک یہ دونوں شعرا Trend Setter تھے۔ عام ناقدین، عام پڑھے لکھے لوگ تو روایتی اور سہل ممتنع شاعری کو پسند کرتے ہیں۔ شبلی چونکہ عاشقانہ مزاج کے ادیب تھے اس لئے وہ حسن و جمال کی وادیوں سے باہر نہیں نکل سکے۔ ورنہ بیدل کی اعلی شاعری کے کوہ قاف کی سیر کی ہوتی۔ بیدل اور غالب روایت شکن تھے اس لئے بھی روایت پسند ناقدین کی آنکھوں میں کھٹکتے رہے۔ بیدل و غالب کی شاعری ذرا اگلے زمانے ahead of times کی شاعری تھی، استعارے کی تازگی پیکروں کی بوقلمونی اور لہجہ کی پیچیدگی اور ابہام کے باعث وہ ہر دور کے شاعر ثابت ہوئے ہیں ان کی شاعری پایاب کے بجائے گہرا دریا ہے۔ بے شک ان کی چشمہ زار سرزمینوں میں سدا بہار پھول اور پھل بکثرت ملتے ہیں۔

بیدل سخنت نیست جز انشا تحیر
کو آیینه تا صفحهٔ دیوان تو باشد
(بیدل)

ترجمہ: بیدل تیری شاعری فروغِ تحیر کے سوا کچھ بھی نہیں۔ کوئی ایسا آئینہ نہیں جو تیری شاعری کے صفحہ جیسا ہونے کی تمنا کرے۔

بر نمی آید بجز هیچ از معمای حباب
لفظ ما گر وا شگافی معنی حرف مگو ست
(بیدل)

ترجمہ: پانی کے بلبلے جوایک معما ہے اس کے بیچ میں کچھ ہے ہی نہیں میرے الفاظ کو بھی اگر چیر کر دیکھا جایے ان میں لکھا ہے ''مت کہو''۔ بیدل کی شاعری تعقل کے بجائے تحیر ہے اور نیرنگ۔

صفحۂ سادۂ ہستی خط نیرنگ نداشت
خیرگی کرد نظر هر رقمی پیدا شود
(بیدل)

ترجمہ: دنیا دراصل خالی اور سادہ صفحہ پر ایک نیرنگ سے بھرپور ایک سطر بھی نہیں لکھی گئی تھی میری حیرت زدہ آنکھوں نے کچھ تحریر کے نشان ثبت کئے۔

موج و کف مشکل که گردد محرم قعر محیط
عالمے بیتاب تحقیق است و استعداد نیست
(بیدل)

ترجمہ: موج اور جھاگ سمندر کی گہرائی میں نہیں دیکھ سکتے ساری دنیا حقیقت کے علم کے لئے بیقرار ہے۔

این جمله دلائل که زتحقیق تو گل کرد
در خانه خورشید چراغان نجوم است
(بیدل)

ترجمہ: یہ سارے دلائل جو تمہارے دل و دماغ سے پھوٹتے ہیں خانہ خورشید میں ان کی حیثیت چراغان نجوم جیسی ہے۔

بیدل نشوی بے خبر از سیر گریبان
اینجا ست که عنقا ته پا گشت مگس را
(بیدل)

ترجمہ: بیدل سیر گریبان یعنی اپنے من میں ڈوب جا یہی وہ جگہ یا مقام جہاں عنقا مکھی کی پاوں کے نیچے آتا ہے۔

درین دریا که عریانیست یکسر ساز امواجش
حباب ما به پیراہن رسید از چشم پوشیدن
(بیدل)

ترجمہ: زندگی کے دریا میں موجیں برہنہ ہو کر ظاہر ہو رہی ہیں۔ میری حباب، آنکھیں بند کر کے یعنی ہستی مٹا کر دوبارہ اصلی وجود یعنی سمندر تک پہنچ گئی۔

در طلب گاه دل چون موج و حباب
منزل و جاده ہر دو را سفر است
(بیدل)

ترجمہ: دل کی طلب گاہ میں منزل اور جادہ دونوں موج و حباب کی طرح ابدی سفر میں ہیں۔

ہستی روش ناز جنون تاز که دارد
می آیدم از گرد نفس بوی خرامے
(بیدل)

ترجمہ: ہستی، معشوق پروارد، ناز جنوں کی روش ہے۔ نفس کی گرد سے خرام کی مہک آ رہی ہے۔

سراپا وحشتم اما بناموس سبک روحی
ز چشم نقش پا چو ریگ می دارم سفر پنہان
(بیدل)

ترجمہ: میں تو سراپا وحشت ہوں لیکن سبک روحی کے ناموس سے، نقش قدم کی آنکھ سے چھپ کر سفر جاری رکھتا ہوں۔ ہستی کے فنا کے سفر کی سبک روحی ہمارے اندر محسوس نہیں کی جا سکتی ہے۔

بیدل از خویش بایدت رفتن
ورنه نتوان بآن خرام رسید
(بیدل)

ترجمہ: بیدل اپنے سے باہر نکل جا ورنہ اس کی یعنی محبوب کی خرام کو نہ پا سکو گے۔

غبار ماضی و مستقبل از حال تو می جوشد
در امروز است کم گر واشکافی دی و فردا را
(بیدل)

ترجمہ: ماضی اور مستقبل کی دھند تیرے حال سے پیدا ہوتی ہے، اگر اپنے پچھلے اور اگلے کی نگہداشت کر اور انہیں اپنے امروز میں تلاش کر۔

فطرت سست پئ از پیروی وہم امل
لغزشی خورد که امروز مرا فردا شد
(بیدل)

ترجمہ: میری سست طبع جھوٹی خواہشوں کا پیروی کرتے وقت کچھ ڈگمائی کہ میرا امروز فردا میں بدل گیا۔ جو یہاں ہے وہ وہاں پہنچنے پر یہاں میں بدل جاتا ہے ٹھیک اسی

طرح تمہارا امروز بھیس بدل کر کل میں بدل جاتا ہے۔

تنزیه ز آگاہی ما گشت کدورت
جان بود که در فکر خود افتاد و بدن شد
(بیدل)

ترجمہ: ہماری آ گہی نے مطلق صداقت یعنی ذات حق کو مکدر کر دیا۔ روح جو محرک اول تھی، کو جب اپنے نمود کی سوجھی تو بدن نبض ہو گیا یعنی کثافت کے پیکر میں ڈھل گئی۔ غالب نے یہی خیال یوں پیش کیا ہے۔

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی
چمن زنگار ہے آئینہ باد بہاری کا
(غالب)

در حق من به درد کشی ظن بد مبر
کآلوده گشت خرقه ولے پاکدامنم
(بیدل)

ترجمہ: تو میرے حق میں ذرا بھی بدگمانی نہ کر میں تلچھٹ پینے والا ہوں اگر چہ میری گدڑی آلودہ ہو چکی ہے لیکن پاکدامن ہوں۔

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو
دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
(درد)

بی تمیزی داشت ما را نازپرورد غنا
آخر از آدم شدن محتاج آب و نان شدیم
(بیدل)

بقول بیدل: ''حصول آب و نان کی فکر نے ہمیں مقام سے گرا دیا، ہم آدمی ہونے کے بجائے روزی روٹی کے غلام ہو گئے۔''

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
(غالب)

سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا تھے گر دل بے مدعا ہوتے
(میر تقی میر)

زپاس ناموس ناتوانی چو سایه ام ناگزیر طاقت
که هر چه زاین کاروان گران شد به دوشم افگند بار خود را
(بیدل)

جلوه از شوخی نقاب حیری افگنده است
رنگ صهبا در نظر ہا کار مینا می کرد
(بیدل)

ترجمہ: نقاب کی شوخی سے جلوہ حیرت میں پڑ گیا ہے۔ شراب کا رنگ ہماری نظر میں مینا کا کام کرتا ہے۔

حایلی نیست بجولانگاه معنی ہشدار
خواب پا در ره ما سنگ نشاں می باشد
(بیدل)

ترجمہ: حقیقت کی جولانگاہ میں کوئی رخنہ نہیں سویا ہوا پاؤں یا رکی ہوئی حرکت۔

Benubmed foot or arrested motionیعنی واماندگی اگلی منزل کے لئے سنگ میل کا کام کرتی ہے۔

دیر و حرم آئینہ تکرار تمنا
واماندگی شوق تراشے ہے پناہیں
(غالب)

گر تغافل می تراشد گاہ نیرنگ نگاہ
جلوہ را آئینہ ما سخت رسوا کردہ است
(بیدل)

ترجمہ: ہماری نگاہ یعنی ذہانت نے حقیقت کے بارہ میں فرضی کہانیاں گھڑ لی ہیں اب یہ نیرنگ نگاہ، حقیقت کو تغافل یعنی ڈسٹارٹ کر کے ظاہر کر رہی ہے۔

ز نقص تشنہ لبی واں بعقل خویش مناز
دلت فریب گر از جلوہ سراب نخورد
(عرفی)

ترجمہ: اپنی تمیز اور پہچان کی سوجھ بوجھ پر ناز مت کرو۔تمہاری پیاس کی کمی نہیں بلکہ تمہاری کی خواہش نے تمہیں سراب کے فریب سے بچالیا۔

تا خموشی داشتیم آفاق بی تشویش بود
موج این بحر از زبان ما تلاطم کردہ است
(بیدل)

ترجمہ: جب تک خاموشی چھائی ہوئی تھی ہر چیز بے خلل اور خاموش تھی زندگی

کے سمندر میں ساری لہریں انسان کی زبان کے ملنے سے پیدا ہو گئیں۔

یا خموشی نه گزینی حق و باطل باقی
رشته را که گره جمع نسازد دوسرا است
(بیدل)

گل یاد غنچه می کند و سینه می درد
رفت آنکه جمع می شدم اکنوں نمی شود
(بیدل)

دل را نفریبی بفسونهای تعین
آرائش این آیینه تمثال نباشد
(بیدل)

اسی خیال کو محمد رفیع سودا نے یوں مستعار لیا ہے۔

پردے کو تعیّن کے درِ دل سے اٹھا دے
کھلتا ہے ابھی پل میں طلسماتِ جہاں کا
(سودا)

یک دو نفس خیال باز، رشتۂ شوق کن دراز .
تا ابد از ازل بتاز ملک خداست زندگی
(بیدل)

ترجمہ: ایک دو پل کے لئے اپنے خیال کو روک اور محبت کے کے رشتہ کو دراز کر۔ اور پھر ازل سے ابد خدا کی وسیع زندگی کے دائرہ میں چلا جا۔

ز موج خیز فنا کوہ و دشت یک دریا است
خیال تشنه لب ما سراب می ریزد
(بیدل)

ترجمہ: ذات کے سمندر میں کوہ و دشت ایک ہی مسلسل بہاو کی تشکیل کرتے ہیں۔ پیاسی انکھ ریت کی چادر کو چشمہ سمجھتی ہے جب طوفان اٹھتا ہے تو کوہ و دشت برابر ہو جاتا ہے۔

گه تعافل می تراشد گاه نیرنگ نگاه
جلوه را آئینه ما سخت رسوا کرده است
(بیدل)

ترجمہ: ہمارا آئینۂ عقل کی حقیقت کی ماہیت کے باب میں رسوا کن انکشاف کرتا ہے کبھی تو حقیقت کو تغافل قرار دیتا ہے اور کبھی نیرنگ نگاہ۔

جلوه از شوخی نقاب حیرتے افگنده است
رنگ صہبا در نظر ہا کار مینا می کرد
(بیدل)

ترجمہ: شراب کی اڑتی ہوئی چمک نے خود کو نقاب حیرت میں چھپا لیا اور شراب کا رنگ نگاہوں کی صراحی بن گیا۔

تنزیه ز آگاہی ما گشت کدورت
جان بود که در فکر خود افتاد و بدن شد
(بیدل)

ترجمہ: ہماری آگہی نے صفائے مطلق کو گرد و غبار بنا ڈالا، ہماری جان جو شش

حیات اپنے تقاضوں کی خاطر کثیف لبادہ اوڑھ لیا۔

هر چه آنجا است چوں آن جا روی اینجا گردد
چه خیال است که امروز تو فردا گردد
(بیدل)

فطرت سست پے از پیروی وہم امل
لغزشے خورد که امروز مرا فردا شد
(بیدل)

ترجمہ: موہوم امیدوں کی پیروی کرتے ہوئے مری فطرت سست نے ایسی لغزش کھائی کہ میرا امروز فردا میں تبدیل ہوگیا۔

تغافل نشد مانع عمر قید تعلق
تو رفتار این پای با گل ندیدی
(بیدل)

ترجمہ: جسم کے ساتھ انسلاک کے نتیجے میں ہم پر عائد ہونے والی پابندیاں زندگی کے بہاؤ کو روک نہیں سکتی ہیں معاملہ صرف اس قدر ہے کہ اس پا بگل کی رفتار کو دیکھنے سے قاصر ہے۔

طپش دل بصد ہزار آہنگ
ہر نفس شیشه می زند بر سنگ
(بیدل)

ترجمہ: میرے دل کی طپش ہزار آہنگ سے ہر سانس میں شیشے کو پتھر پر مار رہی

ہے۔یعنی میری ہر سانس سے دل کی شکست کی آواز آ رہی ہے۔

بسکه این جا زِ عجز یاس نمو
زورقِ ماه رفته است فرو
(بیدل)

ترجمہ: اس جگہ اظہار سے مایوس ہو کر چاند کی کشتی پھر ڈوب گئی۔

حق نفس بر حیات دہر دمید
کاروانہای بوی گل جوشید
(بیدل)

ترجمہ: زندہ نفس یعنی خدا نے اطراف عالم میں اپنی سانسیں پھونکیں اور بوئے گل کے کارواں چل پڑے۔

نقشبند ہوا درین پرده
عالمی را بصورت آورده
(بیدل)

ترجمہ: ہوا کے کاریگر نے زین کو اس کے کینوس پر کھینچ لایا ہے۔

ماہمه نقشبند تشبیہیم
عبرت کار گاه تنزیہم
(بیدل)

ترجمہ: ہم سب تشبیہات S i m i l i e s کے مصور ہیں اور اس تنزیہ Purification of Style کی کارگاہ کے نشان عبرت ہیں۔

زیر بال است آشیانه ما
چون کمان در خود است خانه ما
(بیدل)

ترجمہ: خانۂ کمان کی طرح ہمارے پروں کے نیچے ہمارا آشیانہ ہے۔

سعی ہر چند می کشود قدم
مژه میخورد چون دو تیغ بہم
(بیدل)

ترجمہ: اس کو دیکھ کر حیطۂ نظر میں لانے کے لئے قدم پیمائی ہوئی ہی تھی کہ پلکیں دو تلواروں کی طرح باہم ٹکرا گئیں۔ دو تلواروں کا بہم ٹکرانا پلکیں جھپکنے کا استعارہ ہے۔ یعنی پلکوں کا جھپکنا مانع نظارہ تھا۔

از تسلسل چو سبحه سر بقدم
می دویدند جامہا پیہم
(بیدل)

ترجمہ: پیہم جام پر جام گردش میں آ گئے جیسے تسبیح کے منکے پھیرے جا رہے ہوں۔

شمع این محفلی ولیک چه سود
آتش افتاده در بنای وجود
(بیدل)

ترجمہ: تم اس بزم کی شمع ہو لیکن تمہارے اپنے وجود کی بنیاد میں آگ لگی ہوئی ہے۔

دل افسرده اخگر است اینجا
پای خوابیده شہپر است اینجا
(بیدل)

ترجمہ: افسردہ دل دہکتا ہوا انگارا ہے اور سویا ہوا پاوں شہپر ہے۔

بود بی کلفتی و اندوہی
گل خود روی دامن کوہی
(بیدل)

ترجمہ: وہ ہر غم واندوہ سے آزاد ہے، گویا وہ پہاڑ کے دامن میں کھلا پھول ہے۔

دست چون کاسه یتیم تہی
کیسه چون معده لعیم تہی
(بیدل)

ترجمہ: اس کا ہاتھ یتیم کے پیالے کی طرح خالی اس کی تھیلی کنجوس کے معدہ کی طرح تہی یعنی خالی۔

پای تدبیر بر سر خرمن
لیک یکسر چو گاو بسته دہن
(بیدل)

وہ کاشتکار ازل ہمیشہ اپنے کھیتوں میں منہ بندھی ہوئی گائے کی طرح مصروف کار ہے۔

غم عمر گزشته خوردن چند
نقد گم کرده وا شمردن چند
(بیدل)

ترجمہ: ہم کہاں تک اپنی عمر گزشتہ کا غم کھائیں اور گمی ہوئی رقم کو گنتے رہیں۔

دخمه است این بساط گردو غبار
من و تو جمله نقش لوح مزار
(بیدل)

ترجمہ: یہ زمین گرد و غبار کی قالین خاموشی کا مزار ہے۔ میں اور تو اس لوح مزار کی عبارت ہیں۔

دہر مرآت شاہد غیب است
لوح تمثال حسن لاریب است
(بیدل)

ترجمہ: زمانہ شاہد غیب کا آئینہ ہے اور لوح تمثال یعنی یہ جہان حسن لاریب ہے۔

الفت آئینه ایست کز ہر سو
گشته خلقی بطوف او یک رو
(بیدل)

ترجمہ: محبت ہی وہ آئینہ ہے کہ جس کے ہر طرف طواف کے لئے لوگوں نے تانتا باندھا ہوا ہے۔

○○

باب ۱۴

کلام بیدل میں صنائع و بدائع

تشبیہات:

بود بی کلفتی و اندوہی
گل خود روی دامن کوہی

وہ ہر غم و اندوہ سے آزاد ہے۔ گویا وہ پہاڑ کے دامن میں کھلا پھول ہے۔

دست چون کاسه یتیم تہی
کیسه چون معده لعیم تہی

ہاتھ یتیم کے ہاتھ کی طرح خالی اس کی تھیلی کنجوس کے معدہ کی طرح خالی۔

پای تدبیر بر سر خرمن
لیک یکسر چو گاو بسته دہن

وہ کاشتکار ازل کا ہمیشہ اپنے کھیتوں میں منہ بندھی ہوئی گائے کی طرح مصروف کار ہے۔

غم عمر گزشته خوردن چند
نقد گم کرده وا شمردن تا چند

ہم کہاں تک اپنی عمر گزشتہ کا غم کھائیں اور گمی ہوئی رقم کا کب تک گنتے رہیں۔

دخمه است این بساط گردو غبار
من و تو جمله نقش لوح مزار

یہ زمین گرد و غبار کی قالین خاموشی کا مزار ہے۔ میں اور تو اس لوح مزار کی عبارت ہیں۔

الفت آئینه ایست کز ہر سو
گشته خلقی بطوف او یک رو

محبت ہی وہ آئینہ ہے کہ جسکے ہر طرف طواف کے لئے لوگوں نے تانتا باندھا ہوا ہے۔

تجاہل عارفانہ(FeigningIgnorance) -جب شاعر کوئی ایسی چیز جس کو وہ بخوبی جانتا ہو اس انداز سے بیان کرے کہ اسے کچھ علم ہی نہیں یا اپنی بے علمی کا اظہار کرے۔

کاین تماشا بخواب می شنوم
یا بشب آفتاب می شنوم

کیا میں یہ تماشا نیند کی حالت میں دیکھ رہا ہوں یا رات کے وقت سورج کو دیکھ رہا ہوں۔

طرادو عکس Allusion:

جب پہلے مصرع کے دو حصوں کو دوسرے مصرع میں پہلے کے برعکس استعمال کر دیا جائے اس صنعت کو طرادو عکس کہتے ہیں۔

چشم اینجا بفہم گوش رسید
گوش اینجا رموز چشم شنید

صنعت مبالغہ:

کی ستم کز خود شعوری نیست
آفتابم بجیب نوری نیست

میں کون ہوں میں اپنے بارے میں کچھ نہیں جانتا، آفتاب ہوں لیکن میری جیب میں نور کا توشہ نہیں۔

شبنمی گر بجہد می تازد
اشک را آفتاب می سازد

شبنم اگر کوشش کرے تو آنسو کا قطرہ آفتاب بن سکتا ہے۔

جگرت از چه شعله دارد تاب
که جهان را گرفت بوی کباب

میرا جگر کس شعلہ سے تپاں ہے کہ سارے جہاں میں اس کباب کی بو پھیلی ہوئی ہے

دانه این جا بخرمنی مثل است
نکته یکسر کتاب در بغل است

چشم مست از اشاره ابرو
زد صلا بر ہزار دشت آہو

حسن تعلیل:

جب شاعری میں کوئی شاعرانہ دلیل یا وجہ بیان یا واضع کی گئی ہو اس صنعت کو حسن تعلیل کہتے ہیں۔

فی الحقیقت به ہر کجا کوہیست
یاد گار مرا ز انبوہی است

اینکه از ضعف سر بزانویم
زیر پا عمر رفته می جویم

ضعف کے باعث سر بزانو ہوں۔ میں اپنے پاوں کے نیچے عمر رفتہ کوڈھونڈ رہاہوں۔

طفل را چون امید زیستن است
اولین پیشه اش گریستن است

بچے کے دل ودماغ میں جب جینے کی امید پیدا ہوتی ہے تو وہ وہ رونا شروع کرتا ہے۔ یہ علل اپنے غیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں یہی حسن تعلیل ہے۔

کنایہ:

مہر عریان تنی ببر گیرد
تا فضای جہان به زر گیرد

سورج دنیا کا نظام چلانے کے لئے ننگا یعنی رسوا ہوگیا۔ تبھی جا کر اس جہان کی فضا کو سونا ملا یعنی روشنی ملی۔ یہاں سونا روشنی کا کنایہ ہے

صنعت اشتقاق:

جب دو یا دو سے زاید الفاظ جو ایک ہی اصل سے مشتق ہوں

محرم حق ز حق خبر دارد
ناظر او بخود نظر دارد

ترصیع جب دو دو سے زاید کلا ز ز یا مصروں کے الفاظ ایک دوسرے کو کورسپانڈ کریں

یعنی صوت معنی ہر دو طرح۔

تسبیق الصفات:

داشت معشوقهِ ستمگاری
خود سری شوخ عاشق آزاری

قطار البعرین:

دو اونٹوں کا رسی سے باندھا جانا۔ جب پہلے مصرع کا آخری حرف دوسرے مصرع کا پہلا حرف ہو

دی و امروز سوخت فردا رفت
رفت جای که باید آنجا رفت

پہلے مصرعہ کے آخر اور دوسرے کی ابتداء میں ''رفت'' قطار البحرین ہے۔

صنعت مقابلہ:

ناله میکرد با ہزار اندوه
بنوائی که آب می شد کوه

تالطافت بدل نمی جوشد
معنی از لفظ چہره می پوشد

تجرید:

زین تماشا عنان نگردانی
بیدل آخر تو نیز انسانی

تکرار لفظی:

گوش کن گوش کن نغمه باریک است
چشم شو چشم شو جلوه نزدیک است

مراۃ النظیر :

جب چیز قدرتی طور پر ایک دوسری سے مناسبت رکھتی ہو اور ایک مصرع کی صورت میں لائی جائے۔ بیانیہ کی یہ صورت مراۃ النظیر کہی جاتی ہے۔

بس که وہم تو رنگ پیدا کرد
آئینه عکس و زنگ پیدا کرد
(بیدل)

○○

باب ۱۵

منتخب رباعیات بیدل مع ترجمہ وتشریح

بیدل کلف سیاہ پوشی نشوی
تشویش گلوی نوحہ کوشی نشوی
در خاک بمیر ہمچنان رو برباد
مرگت سبک است باردوشی نشوی

(بیدل)

ترجمہ: اے بیدل تُوکسی نوحہ خواں کے ماتمی لباس کا کلف یعنی سیاہ رنگ مت ہونا۔کسی نوحہ خواں کے پیاسے گلے کی تشویش یا خشکی بھی مت ہونا(بہتر یہی ہے کہ) تو مر کرمٹی میں مل جااور(دھول بن کر) ہوامیں اڑ جا۔(کیونکہ) تیری موت معمولی (واقعہ) اورہلکی (شئے) ہےاس لئے کسی کے کندھے کا بوجھ مت ہونا۔

تذکرہ نگار اس بات پر متفق ہیں کہ بیدل کی وفات کے بعد یہ رباعی ان کے بستر سے ملی تھی۔اس رباعی کوان کا آخری کلام ہونے کا شرف ہے۔پال سمتھ نے بھی اپنی تحقیق میں اس واقعہ کی تائید کی ہے،اس طرح یہ رباعی بیدل کی روح کی لافانی اورلامحدودآواز ہے جو ہرحساس قاری اورسامع پرقیامت کا سالرزہ طاری کرتی رہے گی۔بیدل زندگی کے ہرموڑ اور ہرقدم پر ہرقسم کی رسمیات اورتکلفات سے دوررہےانہوں نے اپنا آخری پیغام بھی

نہایت خوبصورت استعاروں کے ذریعہ اس رباعی میں پیش کیا ہے یہ رباعی بیدل کی عمر بھر کے مشاہدے اور ریاضت کا حاصل ہے۔ اور سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔ ان کی بداعت جدت طرازیاں اور بدیع الاسلوبی ان کے لفظ لفظ سے عیاں ہے۔

بیدل ! اسرار کبریایی دریاب
رمز به حقیقت آشنایی دریاب
غافل ز حقی به علت صحبت خلق
یک دم تنها شو و خدایی دریاب

(بیدل دهلوی)

ترجمہ: بیدل (تجھ پر لازم ہے کہ) تو ذات کبریا کے اسرار دریافت کر اور اوران کے ذریعے اسکی آشنائی حاصل کر تُو تو مخلوق جتنا بھی اس کا لحاظ نہیں رکھتا اور نہ اس کے دھیان کا حق ادا کرتا ہے۔ ایک لحظہ کے لئے علائق سے الگ ہو کر اس کی خدائی کو پالے۔

بیدل رقم خفی جلی میخواہی
اسرار نبی و رمز ولی میخواہی
خلق آئینه است نور احمد دریاب
حق فہم اگر فہم علی میخواہی
(بیدل)

ترجمہ: بیدل اگر تو نبی وولی کے اسرار جاننا چاہتا ہے تو خفی کو جلی رقم کرنا، آیینہ خلق میں نور محمدی ہے اور علی حقیقت تک پہنچے علی کا وسیلہ ہے۔

ای طالب معنی اگر ایمان داری
باید با ادای حق نباشد عاری

میخواه بعاریت کتاب از ہمه کس
زین شرط کے میراث پدر نه شماری
(بیدل)

ترجمہ: اے طالب علم ایمان کی بات یہ ہے اور سچی بات سننے اور ماننے میں کوئی شرم وعار نہ محسوس کرنی چاہے۔تم کسی سے کتاب ادھاری لومگر اسے اپنے باپ کی وارثت سمجھ کر ہڑپ نہیں کر لینا۔یعنی ادھار لی گئی کتاب واپس دینا ضروری ہے۔

آن تخم حقیقت که نبوت شجر است
پیش جمعی که دین شان معتبر است
ابو بکرش ریشه شاخ و برگست عمر
عثمان شکوفه و مرتضایش ثمر است
(بیدل)

ترجمہ:تخم حقیقت سے نبوت کا شجر پیدا ہوسب کے نزدیک ان کے دین کی قدر کی جاتی ہے ابوبکر شجر نبوت کا کا ریشہ ہے،عمر شاخ،عثمان شگوفہ اور علی ثمر کے مترادف ہے۔

بیدل سودای اجتہادم شان نیست
شوق طرف کمال یا نقصان نیست
بر پست و بلند شعرم ایراد مگیر
آخر سخن شافعی و نعمان نیست
(بیدل)

ترجمہ: میری شعر گوئی میرا اجتہاد ہے میرے کمال کے ساتھ کئی نقصان بھی ملحق ہیں میرے بلند و پست اشعار پر اعتراض مت کرنا آخر یہ امام شافعی یا امام نعمان یعنی ابوحنیفہ کے قول نہیں ہیں۔

○○

باب ۱۶

بیدل کی قطعہ نگاری

بیدلؔ نے بہت سے قطعات لکھے ہیں، جن کی حیثیت تاریخی ہے اور ساتھ ساتھ ان سے بیدل کے حالات زندگی اور انکے رفقاء کار اور محسنین وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔ بیدل نے فرداً فرداً اور مختلف اوقات پر کئی قطعات لکھے ہیں ان کے قطعات میں وارد ہونے والے اسماء کی ایک نامکمل سی فہرست کچھ یوں ہے: شاہجہان، شاکر خان بہادر، شکر اللہ خان، مرزا قلندر، شہنشاہ عالم گیر یعنی اورنگ زیب، خواجہ ظریف، شاہ اکبر، محمد امین، فاتح بیجا پور (جمشید نصرت) حبیب اللہ، نصرت جنگ، فرخ سیر، خان بہادر صفدر فیروز جنگ وغیرہ اور جگہوں میں میوات، بہار دہلی اور لاہور کا ذکر کیا ہے۔ بیدل نے ہر صنف سخن میں اپنی استادی کا لوہا منوایا ہے بلکہ اس کو پایہ اعتبار تک پہنچایا ہے۔ مثال کے طور پر کچھ قطعات:

از ملک بہار سوی دہلی
چون اشک روان شدیم بیکس
ہمدوش شہود فضل بیچون
ہمراہ حضور فیض اقدس

سال تاریخ این عزیمت شوق
در یاب که "راہبر خدا بس"

میں ملک بہار سے دہلی کی طرف بہتے ہوئے انسو کی طرح کسمپرسی کی حالت میں جا رہا ہوں (مگر سوچتا ہوں کہ میرے ساتھ) کندھے سے کندھا ملا کر اس کا بے محابہ فضل ہے اور حضور فیض اقدس کی رفاقت۔ اس عزیمتِ شوق کی سالِ تاریخ یہ الفاظ ہیں ''راہبر خدا بس'' اس قطع کے الفاظ سے تاریخ: 1070ق مطابق 1664 عیسوی مرتب ہوتی ہے۔

شوق را از عزیمت لاہور
تازگیہا پیش مژدۂ شادیست
یعنی از دام گاہ افسردن
چند گامم نوید آزادیست
سال تاریخ این عزیمت شوق
بی تکلف شنو "خدا ہادیست"

ترجمہ: اب میں لاہور جا رہا ہوں اور اس عزیمت سفر سے طبیعت میں تازگی محسوس کر رہا ہوں۔ یہ سفر میرے لئے افسردگی کی قید سے، آزادی کا پیش خیمہ ہے اس عزیمتِ شوق کی سالِ تاریخ یہ الفاظ ہیں بے تکلف سنو: ''خدا ہادیست''، یعنی خدا راہبر و ہادی ہے۔ اس قطعہ کے الفاظ سے تاریخ: 1080ق مطابق 1673/74 عیسوی مرتب ہوتی ہے۔

OO

باب ۱۷

منتخب غزلیات بیدل

مع ترجمہ وتشریح

غزل ۔۱

موج خونم ہر قدر توفان نما خواہد شدن
حق شمشیر تو رنگین تر ادا خواہد شدن

ترجمہ: میرے خون کی لہر بہت طوفانی ہوجائے گی، تیری تلوار رنگین تر ہو جائے گی یعنی اس کا حق ادا ہو جائے گا۔

عمرہا شد در تمنای خرامت مرده
خاک من آیینۂ آب بقا خواہد شدن

ترجمہ: تیرے طرزِ خرام کی تمنا میں مر چکا ہوں۔ میری خاک، آب حیات کی آئینہ دار ہو جائے گی۔

دردم مردن مرا بر زندگی افسوس نیست
حیف دامانت که از دستم رہاخواہد شدن

ترجمہ: مجھے مرنے کا کوئی غم نہیں افسوس کہ تیرا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔

در کمین شعلۂ ہر شمع داغی خفته است
ہر کجا تاجیست آخر نقش پا خواہد شدن

ترجمہ: ہر شعلہ کی کمین گاہ میں داغ یعنی سیاہی چھپی ہوئی ہے جہاں کہیں زرتاج گل ہوتا ہے وہ آخر نقش پا یعنی پامال ہوجاتا ہے۔شعلہ کی مناسبت سے تاج استعمال کیا ہے۔

بی تلافی نیست شوقم در تک و پوی وصال

دست گر کوتاه شد آہم رسا خواہدشدن

ترجمہ: وصال کی کوشش میں میرا شوق، تلافی کے بغیر نہیں رہے گا یعنی اس سلسلہ میں تلافی مافات ہوگی اگر میرا ہاتھ چھوٹا رہ جائے گا تو آہ لمبی ہوجائے گی۔

قدر مشتاقان بدان ای ساده رو کز جوش خط

بی نیازیہا زبان التجا خواہد شدن

ترجمہ: تُو اپنے مشتاقوں کی قدر کر، اے سادہ رو محبوب، ان کے خط وخال کا جوش کہیں زبانِ التجا سے بے نیاز نہ کردے۔یعنی انکا احوال ہی زبان واظہار بن جائے گا۔

از تغافل چند بندی پرده بر روی بہار

چشم وا کن غنچۂ بادام وا خواہد شدن

ترجمہ: تیرے تغافل نے روئے بہار کی پردہ بندی کردی ہے، اپنی آنکھ اٹھا کر دیکھو بادام کے غنچے کھل اٹھیں گے آنکھ کی نسبت اور رعایت سے بادام استعمال کیا ہے۔یعنی تمہارے نظر اٹھا کر دیکھنے کی دیر ہے ان کے اثر سے کلیاں چٹخ جائیں گی۔

نشۂ آب و گل و شوخی بنای وحشتیم

دامنی گر بشکنی تعمیر ما خواہد شدن

ترجمہ: آب وگل کا نشہ اور اس کی شوخی، ہماری وحشت کی بنیاد اور نیو ہے اگر میرے دامن کو پھاڑ و اور توڑ و گے تو میری تعمیر ہوگی، یعنی میرے آب و گل کے نشے اور شوخی سے میری نمود ونمائش ہے اور جس کے باعث مجھے تکلیف جھیلنی پڑی ہے اس نمود ونمائش کے مٹنے میں ہی میں میری تعمیر اور ایک طرح کی خیر مضمر ہے۔دامن شکنی خلاف

روز ہ مرہ ہے، بہرحال مطلب واضح ہے۔

غالب نے تعمیر کا مضمون بیدل سے مستعار لیا ہے اور اسے مزید وسعت دی ہے۔

مری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی
ہیولا برق خرمن کا ہے خونِ گرم دہقاں کا
(غالب)

یعنی برق خرمن کا ہیولا دہقان کا خونِ گرم ہے اگر دہقان محنت نہ کرتا اور خرمن وجود میں نہ آتا تو اس خرابی کی نوبت نہ آتی۔ میری تعمیر ہی نے یہ مصیبت مجھ پر ڈھائی ہے۔

غزل۔ ۲

نہ با صحرا سری دارم نہ باگلزار سودایی
بہ ہرجا می روم از خویش می بالد تماشایی

ترجمہ: نہ مجھے صحرا کا خیال آتا ہے نہ ہی گلزار کی دھن ہے میں جہاں بھی جاؤں میرا منظر خود سے نمو پاتا ہے۔

اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو
آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی
(غالب)

ہنگامہ زبونی ہمت ہے انفعال
حاصل نہ کیجئے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو
(غالب)

چہ گل چیند دماغ آرزو از نشۂ تمکین
من وصدبزم مخموری ،دل ویک غنچہ مینایی

ترجمہ: میرے خیالِ آرزو نے تمکین وتسلیم کے نشہ سے بہت پھول چُنے ہیں یعنی مرادیں پائی ہیں، میں ہوں اور بزمِ مخموری کی محفلیں ہیں، دل ہے اور ایک روغنی غنچہ۔

در اول گام خواہد مفت گردون پی سپرگشتن

سجود آستانش از جبینم می کشد پایی

ترجمہ: پہلے قدم پر سپر کی تلاش میں گھومنا ہوگا (گردون وگردان ایک ہی قبیل کے الفاظ ہیں) اس کے آستانہ کا سجدہ میری جبین سے پاوں نکالتا ہے۔ یعنی میری جبین نیاز سجدہ کے لئے بیچین ہے اور سجدہ ہی میری ڈھال ہے۔

اے حقیقتِ منتظر نظر آلباس مجاز میں

کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مِری جبین نیاز میں

(اقبال)

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(اقبال)

عنانگیر غبار کس مباد، افسون خودداری

وگرنه ساحل ما نیز دارد جوش دریایی

ترجمہ: اے افسونِ خودداری کی غبار! کسی کی لگام پکڑ مت کر، ورنہ ہمارے ساحل یعنی خشکی/زمین میں جوش دریائی موجود ہے یعنی دریا ہونے کی تمامتر صلاحیت اس میں موجود ہے۔ اقبال نے کم وبیش یہی مضمون یوں پیش کیا ہے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشتِ ویراں سے

ذرا نم ہو یہ مٹی تو بہت زرخیز ہے ساقی

(اقبال)

تعلق می فروشد عشوۂ مستقبل و ماضی
توگر امروز بیرون آیی از خود نیست فردایی

ترجمہ: تعلق ہی ماضی کی عشوہ گری کو فروغ دے رہا ہے، تو اگر تمام تعلقات کو چھوڑ کر ''آج'' اپنے آپ سے باہر آ جائے تو کل پھر کل نہیں رہے گا، اپنے آپ سے باہر یعنی ہر مادّی، خارجی اور باطنی وشعوری علاقہ مندی یا یوں کہیئے کہ تمام علائق کے کٹنے سی زمان ومکان کی تحدید بھی مٹ جائے گی اور تعینات کے پردے اٹھ جائیں گے۔ محمد رفیع سودا نے اسی خیال کو یوں پیش کیا ہے۔

پردے کو تعین کے درِ دل سے اٹھا دے
کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا
(محمدرفیع سودا)

به زندانم مخواه افسردۂ تکلیف آسودن
غبارم را ہمان دامن فشانیہاست صحرایی

ترجمہ: قید میں میری صعوبت وتکلیف سے خواہ مخواہ رنجیدہ خاطر نہ ہو، صحرا میری خاک پر دامن فشانی کرے گا۔ یعنی اپنے دامن میں مجھے ڈھانپ لے گا۔ بقول شاعر:

تو دامن به خاکم فشانی ولی من،
شوَم خاک دستت زدامان ندارم

رم ہر ذره مہمیزی ست بہر وحشی غافل
مرا بیدار سازد ہرکه بر راحت زند پایی

ترجمہ: ارے او غافل، ہر ذرے کا ''رَم'' یعنی ڈر کر بھاگنا، وحشی کے لئے مہمیز کا کام کرتا ہے یعنی وحشت میں اضافہ کرتا ہے ارے جو بھی میرے راحت کو پامال کرتا ہے

وہ دراصل غفلت کی نیند سے بیدار کرتا ہے۔

درین صحرای نومیدی که می خواہد سراغ من
که از ہر نقش پایم تا عدم خفته ست عنقایی

ترجمہ: اس ناامیدی کے صحرا میں کون میرا نشان ڈھونڈتا پھرتا ہے؟ میرے ہر نقش قدم سے عدم تک میرا عنقا پر سمیٹے بیٹھا ہے۔(سویا ہوا ہے کا یہاں یہی معنی نکلتا ہے)

تامل ہای کم ظرفی فشرد اجزای من بیدل
دو روزی پیش ازینم قطرگیہا بود دریایی

ترجمہ: کم ظرفی کے تامّل وتغافل نے میرے اجزا کو پریشان کر دیا اس سے دو روز پہلے یہ میرے چھوٹے چھوٹے قطرات دریا کا حصہ تھے یعنی میں دریا تھا۔

غالب نے اسی خیال کو یوں اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہوجائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
(غالب)

غزل۔۳

بر طپیدنہای دل ہم دیده ی واکردنی ست
رقص بسمل عالمی دارد تماشا کردنی ست

ترجمہ:تم نے دل کے تڑپنے پر نظر ہی نہیں ڈالی یعنی اسے دیکھا ہی نہیں۔اس نیم مذبوح کا رقص دنیا کے دیکھنے کے لائق ہے۔

یا بخود آتش توان زد یا دلی باید گداخت
گر دماغ عشق باشد اینقدر ہاکردنی ست

ترجمہ: یا تو خود اپنے آپ کو پورا آگ میں ڈالا ہوتا یا دل ہی کو کچھ گداز کیا ہوتا اگر تمہیں شعورِ عشق ہوتا تو اتنا تو ہُوا ہوتا۔ بقول غالب:

حسن فروغ شمع سخن دور ہے اسدؔ
پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی

از ورق گردانی شام و سحر غافل مباش
زیر گردون آنچه امروز است فردا کردنی ست

ترجمہ: شام وسحر کی ورق گردانی یعنی گردش سے غافل نہ رہنا، یہ آسمان کے نیچے کے ہر ''آج'' کو کل کر دیتا ہے۔ یعنی آج پھر نہیں ملنے والا۔ مطلب ہوا وقت کا پہیہ اگلی طرف ہی گھومتا ہے۔

ہر کف خاکی بجوش صد گداز آماده است
یکقلم اجزای این میخانه صهبا کردنی ست

ترجمہ: ہر مشتِ خاک شدید گداز رکھتا ہے اس میخانہ کی عمارت کے تمام تر اجزا صہبا گری کرتے ہیں۔

خاک ما خون گشت و خونہا آب گردید و ہنوز
عشق می داند که بی رویت چه با ما کردنی ست

ترجمہ: میری خاک خون ہوگئی اور سب خون پانی ہو گیا اور ابھی عشق ہی جانتا ہے کہ جدائی نے میرے ساتھ کیا کِیا ہے؟۔ بی رویت یعنی عدم وصال کی کیفیت یا جدائی و ہجر کی حالت۔

بی نشانی میزند موج از طلسم کائنات
گرہمه رنگست ہم پرواز عنقا کردنی ست

ترجمہ: کائیات کے طلسم سے نیستی موج مار رہی ہے ہر رنگ آمادہ بہ پرواز عنقا ہے۔یعنی معدوم ہونے والا ہے۔

حیرتی دادم خبر از پردہ زنگار جسم
شاید این آئینہ دل باشد مصفا کردنی ست

ترجمہ: پردۂ زنگارِ جسم نے حیرت میں ڈال دیا ہے شاید یہی دل کے آئینہ کو مصفا کرنے کی صورت ہے۔زنگار کا خیال غالب نے بیدل سے مستعار لیا ہے اور اس خیال کو دوسرے انداز میں یوں باندھا ہے بقول غالب:

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتا
چمن زنگار ہے آئینہ بادِ بہاری کا
(غالب)

مشرب درد تو دارم سیر عالم کردہ ام
گرہمہ یکقطرہ خونست دل جاکردنی ست

ترجمہ: تیرا درد میرا مشرب ہے میں نے عالم کی سیر کی ہے اگر وہ سب خون کا ایک قطرہ ہے تو وہ دل میں ہی جاگزین ہے یعنی سب کچھ دل و دماغ کے اندر ہے۔

بڑا شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا
(آتش)

رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
(غالب)

قامت خم گشته میگویند آغوش فناست

ناخنی گل کرده ام این عقده ہم وا کردنی ست

ترجمہ: میری قامت جھک گئی ہے یعنی میں بوڑھا ہو گیا ہوں کہتے ہیں یہی آغوش فنا ہے، میرے ناخن گھسے اور کٹے ہوئے ہیں اور یہ گانٹھ ابھی کھولنا باقی ہے۔

شخص تصویریم (بیدل) از کمال ما مپرس

حرف ما ناگفتنی و کار ما ناکردنی ست

ترجمہ: بیدل میں تصویری شخص ہو چکا ہوں میرے کمال کے بارہ میں نہ پوچھ، میرا کہنا نہ کہنا ہے اور میرا کرنا نہ کرنا ہے۔

غزل ۔ ۴

فرصتی داری زگرد اضطراب دل برآ

ہمچوخون پیش ازفسردن از رگ بسمل برآ

ترجمہ: اگر فرصت ملے تو دل کی بے چینی کی گرد سے باہر آجا اس سے پہلے کے لہو کی طرح نچڑے، رگِ بسمل سے آپ باہر آجا۔

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل

جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے؟

(غالب)

ریشۂ الفت ندارد دانۂ آزادی ات

ای شرر نشو و نما زین کشت بیحاصل برآ

ترجمہ: محبت کے رگ و ریشے میں تیری آزادی کا بیج نہیں، اس لئے اے نشو ونما کی شرر، کشت بے حاصل سے باہر آجا۔

قلزم تشویش ہستی عافیت امواج نیست
مشت خاکی جوش زن سرتا قدم ساحل برآ

ترجمہ: ہستی کے تشویش ناک دریا میں، موجوں کو شکست وریخت سے فرصت نہیں۔ اے مٹھی بھر خاک تو جوش پیدا کر اور سراپا ساحل آجا۔

نہ فلک آغوش شوق انتظار آمادہ است
کای نہال باغ بی رنگی زآب وگل برآ

ترجمہ: نو آسمان، اپنی جھولی پھیلائے تیرے منتظر ہیں اے بیرنگی کے نونہال تو آب وگل سے باہر آ۔

درخور اظہار باید اعتباری پیش برد
اوکریم آمد برون باری تو ہم سایل برآ

ترجمہ: درخورِ اظہار ہونا شرط ہے تیرا یہ اعتبار تجھے اس کے حضور میں لے جائیگا اس نے کرم سے پہل کی تو بھی تُو سایل بن کر آ۔

شوخی معنی برون از پردہ ہای لفظ نیست
من خراب محملم گولیلی از محمل برآ

ترجمہ: معنی کی شوخی لفظ کے پردہ سے باہر نہیں میں محمل کے شوق میں تباہ ہو چکا ہوں کوئی کہے لیلیٰ، اب تو محمل سے باہر آ۔

ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے
یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
(حالی)

خلقی آفت خرمن است اینجا بہ قدر احتیاط
عافیت می خواہی ازخود اندکی غافل برآ

خلقت کی صحبت یہاں تیرے خرمن کے لئے آفت ہے، اگر عافیت چاہتا ہے تو اپنے آپ سے ہی باہر آ جا۔

کلفت دل دانہ را از خاک بیرون می کشد
ہرقدر بر خویشتن تنگی ازین منزل برآ

ترجمہ: دانہ کے دل کو جب تنگی کا احساس ہوتا ہے تو خاک کا پردہ پھاڑ کر باہر آ جاتا ہے۔

نقش کارآسمان عاری ست ز رنگ ثبات
گررگ سنگت کند چون بوی گل زایل برآ

ترجمہ: آسمان کی نقش گری، ثبات کے رنگ سے عاری ہے یعنی رو بہ زوال ہے اگر تو پتھر کی رگ ہے تو بھی خوشبو کی طرح نیستی کے شوق سے باہر آ۔

از تکلف در فشار قعر نتوان زیستن
چون نفس دل ہم اگرتنگی کند از دل برآ

ترجمہ: تکلف سے اس گرادب کے انتشار میں جینا محال ہے سانس کی طرح اگر سینے میں تنگی محسوس ہو تو دل سے باہر آ جا۔ فشار قعر یعنی انتہائی دباؤ کی حالت میں جینا ناممکن ہو جاتا ہے۔

تا دو عالم مرکز پرگارتحقیقت شود
چون نفس یک پر زدن بیدل به گرد دل برآ

ترجمہ: تیری پرکارِ تحقیق کا مرکز دو جہان ہو جائیں گے، سانس کی طرح اپنے بال و پر ہلا اور غبارِ دل سمیت باہر آ جا۔

غــزل ۔ ۵

حضور وحدتم جز در دلِ محرم نمی گنجم

مئے مینائی تحقیقم بظرف کم نمی گنجم

ترجمہ: میں وحدت کے حضور پہنچ چکا ہوں دل محرم کے سوانہیں سما سکتا۔ میری تحقیق کی مئے مینائی کسی کم ظرف کے حصے میں نہیں آتی۔

چه سامان داشت یارب دستگاهِ بے سرو پائی

که من در ملک دل همچو نفس یکدم نمی گنجم

ترجمــہ: یارب میری دستگاہ کی بے سروسامانی کا یہ حال ہے؟ کہ میں سانس کی طرح اپنے ملکِ دل میں نہیں سما سکتا۔

باین وحشت که دارد گرد تمثال جنون من

بهشتم گر شود آئینه چون آدم نمی گنجم

ترجمــہ: میرا جنون اس قدر وحشت زدہ ہے کہ اگر میں بہشت میں جاوں تو آدم کی وہاں میں ٹھہر نہیں پا تا۔

گہے صد آسمان در چشم موری می کنم جولا ن

گہے در صد محیط آغوش یک شبنم نمی گنجم

ترجمــہ: کبھی چیونٹی کی آنکھ میں سو آسمان گردش میں لاتا ہوں۔ کبھی میں ایک شبنم کا قطرہ سو سمندروں میں نہیں سما سکتا۔

گہے زان رنگ میکاہم که سر در ذره می زدم

گہے زان شوق می بالم که در خود ہم نمی گنجم

ترجمہ: کبھی میں خود کو اس طرح گھٹا تا ہوں کہ ذرّے میں سر چھپا تا ہوں اور کبھی

اس شوق سے ایسی بالیدگی پاتا ہوں کہ خود اپنی دنیا میں نہیں سما سکتا۔

چو گوہر وقت طبعم را بروں افگندہ زین دریا

بخود گنجیدہ ام چندانکہ در عالم نمی گنجم

ترجمہ: جس طرح دریا موتی کو باہر پھینک دیتا ہے میری طبیعت کی وقت مجھے عالمِ ہستی سے باہر لے آئی۔ میں اپنے آپ میں سمایا ہوں عالم میں نہیں سما سکتا۔

OO

باب ۱۸

منتخب اشعار بیدل مع ترجمہ وتشریح

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بہت سے اشعار حکمت پر مبنی ہوتے ہیں بے شک بیدل کے کلام میں ایسے نفیس موتیوں کی بہتات ہے۔حکمت ودانش بیدل کے اشعار کا بنیادی عنصر ہے۔وہ عام تجربہ کو اپنے شعر میں نہایت پرلطف طریقے سے ڈھالتے ہیں مثلاً گیلی زمین پر نقش پا کے مرتب ہونے کی حسن تحلیل،عمدہ بیان ملاحظہ کریں۔

ہر که رفت از دیده داغی بر دل ما تازه کرد
در زمین نرم نقش پا نمایان می شود
(بیدل)

ترجمہ: نظروں سے اوجھل ہونے والے نے میرے دل کی گیلی زمین پر تازہ نشان چھوڑ دیے ہیں۔

شوخی معنی برون از پرده ہای لفظ نیست
من خراب محملم گو لیلی از محمل بر آ
(بیدل)

ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے
یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
(حالی)

اگر مردی در تخفیف اسباب تعلق زن
کز انگشتِ دگر انگشتِ نر یک بند کم دارد
(بیدل)

ترجمہ: اگر مرد ہے اسباب تعلق کے دروازے کو تعلقات پر بند کردے انگشتِ نر یعنی انگوٹھے کا دوسری انگلیوں سے ایک بند کم ہوتا ہے۔

انگلیوں کے مقابلے میں انگوٹھے کا ایک بند کم ہونا، اسباب تعلق میں کمی کا استعارہ ہے۔ لیکن یہاں انگوٹھے کی فضیلت بھی ثابت ہے۔

ہاتھ کی انگلیاں سوچا جائے تو ایک ہی رخ میں پوری طاقت سے کام کرتی ہیں جبکہ انگوٹھے کا ایک بند کم ہوتا ہے لیکن وہ opposeable یعنی مخالف سمت میں ہر انگلی سے الگ الگ وقت اور بیک وقت ہر دو طرح مل کر گرفت بنا تا ہے۔ یہ انسان کی فضیلت کا باعث ہے اور انسان اس انگوٹھے کے اس نقیضی عمل کے باعث بے شمار اشغال سرانجام دیتا ہے۔ جو کام کوئی دوسری مخلوق نہیں کرسکتی۔ اسی طرح مضبوط گردن (plexus Choroi d)، اسکی منتصبہ وضع (erect posture) برجستہ نظر(Stereoscopic vision)، اور قوی مقبس (StrongSocket) نے اپنے حامل یعنی انسان کو دنیا کے کارزار میں کامیاب تریں مخلوق ثابت کیا مزید براں اس کی کشادہ پیشانی، سوچنے سمجھنے کے نظام نے واقعی انسان کو ہر جانور پر فوقیت دی۔ اور تسخیر جہانی کا علم اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ حیرت کی بات ہے۔ ڈارون سے سوسوا سو سال پہلے بیدل نے بوزینہ کو انسان کا ہیولا کہہ کر اپنی علمی فضیلت ثابت کی۔ اسی طرح بیدل نے انسان کی ساخت کو بھی غیر معمولی طور پر پڑھا

ہےاوراس سے علمی نکات واقعی حیرت انگیز ہیں۔

ہیچ شکلی بی ہیولا قابل صورت نشد
آدمی پیش ازان کادم شود بوزینہ بود؟
(بیدل)

ترجمہ: کوئی بھی شکل بغیر ہکسی پہلے ست موجود ہیولا یا کسی شبہ یا تصور کے ظہور میں نہیں آتی۔انسان بھی انسانی شکل میں ظہور سے پہلے بوزنہ(Ape) تھا؟ یہ استفہامیہ لہجہ ہے۔
ارتقائی سفر پر کہا گیا یہ یہ شعر بیدل کے فکری بلندی کا پتہ دیتا ہے یادر ہے یہ شعر بیدل نے ڈارون سے لگ بھگ ڈیڑھ سوسال پہلے کہا تھا۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیدل اپنے زمانے کا افلاطون تھا۔اسی نوعیت کا ایک اور شعر دیکھیں۔

تمثال بغیر از اثَرِ شخص چه دارد؟
خوش باش که خود را تُو نمودی ہُنَرِاوست
(بیدل)

ترجمہ: ہر تمثال اپنے خالق کی ذاتی صفات کی آئینہ بردار ہوتی ہے اے انسان خوش ہو جا! کہ تو اپنے خالق کے ہنر یعنی Art کا نمونہ ہے۔سبحان اللہ یہ ہی احسن تقویم کی شرح ہے۔

ہیچ کس نیست زبان دان خیالم بیدل
نغمۂ پردۂ دل از ہمه آہنگ جدا است
(بیدل)

ترجمہ: کوئی زباداں اور ہم زباں ہے ہی نہیں جو میرے خیال کو سمجھے (کیونکہ) میرے ساز دل سے پیدا ہونے والے نغمے کا آہنگ کچھ اور ہے۔

غالباً حالی نے اس خیال سے یوں استفادہ کیا ہے:

کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں
مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں
(حالی)

به حرف ناملایم زحمت دلها مشو بیدل
که هرجا جنس سنگی هست باشد دشمن مینا
(بیدل)

ترجمہ: بیدل تلخ کلامی سے دوسروں کو تکلیف نہ دے (ویسے دیکھا جائے تو) جنسِ سنگ جہاں بھی ہوتی ہے وہ شیشے کی دشمن ہی ہوتی ہے۔

چه خوش است راز گفتن به حریف نکته سنجی
که سخن نگفته باشی به سخن رسیده باشد
(بیدل)

ترجمہ: ایک نکتہ سنج حریف کو اچھا شعر سنانا مناسب ہے اس کے نہ سنانے سے۔

دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا گویا یہ بھی میرے دل میں ہے
(غالب)

زیر گردون پردۂ شغل محو باید زیستن
غیر طفلی نیست بیدل مرشد ان خانقاه
(بیدل)

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے
ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
(غالب)

در طریق نفع خود کس نیست محتاج دلیل
بے عصا راہِ دہن معلوم باشد کور را
(بیدل)

ترجمہ: اپنے نفع میں کوئی دلیل کا محتاج نہیں ہوتا۔ عصا کی رہنمائی کے بغیر اندھے کے ہاتھ کو منہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ کہاں ہے۔

زندگی محروم تکرارست و بس
چون شرر این جلوہ یک بارست و بس
(بیدل)

ترجمہ: زندگی شرر کی طرح تکرار کے بغیر ہے۔

بہ دولت گر رسد ناداں نبیند روی آسائش
نشاطِ جامۂ نو طفل را بی بہ خواب میسازد
(بیدل)

ترجمہ: جس طرح بچے کی نئے جامہ کی خوشی میں نیند اڑ جاتی ہے ٹھیک اسی طرح نو دولتیے کا سکون و آرام چھن جاتا ہے۔

قابل بارِ امانت ها مگو آسان شدیم
سرکشی ها خاک شد تا صورتِ انسان شدیم
(بیدل)

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتے ہیں
(میرتقی میر)

شبنم درین بهار دلیل نشاط نیست
صبحی ست کز وداع چمن گریه می کند
(بیدل)

ترجمہ: شبنم اس بہار کی خوشی کی دلیل نہیں۔ بلکہ یہ صبح گاہ میں چمن کی گریہ زاری ہے۔

گویند بهشت است ہمان راحت جاوید
جای که به داغی نتپد دل چه مقام است
(بیدل)

ترجمہ: کہتے ہیں بہشت راحت جاوید کا مقام ہے جہاں داغ یعنی درد سے دل نہیں تڑپتا وہ کیسا مقام ہے۔

نارسایی جادۂ سر منزل جمعیت است
از شکست بال می بالد حضور آشیان
(بیدل)

یہاں کوتاہی ذوق عمل ہے خود گرفتاری
جہاں بازو سمٹتے ہیں وہیں صیاد ہوتا ہے
(اصغرگونڈوی)

در دَمِ مُردن مَرا بَر زندگی افسوس نیست
حیف دامانت که از دستم رِها خواهد شُدن
(بیدل)

ترجمہ: مجھے مرنے کا کوئی غم نہیں افسوس کہ تیرا دامن میرے ہاتھ سے چھوٹ جائے گا۔

بر ہمیں آبله ختم است ره کعبه و دیر
کاش می کرد کسی سیر مقام دل ما
(بیدل)

ترجمہ: اسی ایک آبلہ یعنی دل پر دیر و کعبہ کا راستہ ختم ہو جاتا ہے کاش کوئی ہمارے دل کے مقام کی سیر کرتا۔ میر نے بتے دھڑک یہی خیال اپنے نام کر لیا۔

دیر و حرم سے گذرے اب دل ہے گھر ہمارا
ہے ختم اس آبلے پر سیر و سفر ہمارا
(میر تقی میر)

نزاکت ہا در آغوش مینا خانۂ حیرت
مژه برہم مزن تا نشکنی رنگ تماشا را
(بیدل)

ترجمہ: مینا خانۂ حیرت کی آغوش میں کئی نزاکتیں ہیں آنکھیں کے جھپکنے سے تماشا کا رنگ ٹوٹنے کا احتمال ہے۔

کعبه و بتخانه نقش مرکز تحقیق نیست
ہر کجا گم گشت ره سر منزلی آراستند
(بیدل)

ترجمہ: تحقیق کا راستہ کعبہ یا بت خانہ تک پہنچ کر ختم نہیں ہوتا۔ بلکہ سفر تحقیق کے

مسافر کی درماندگی یا نارسائی ہی ان منزل کا تعین کرتی ہے۔

دیر و حرم آئینۂ تکرار تمنا
واماندگیِ شوق تراشے ہے پناہیں
(غالب)

یہ بجا کہ دیر و حرم میں ہیں، تیری عظمتوں کی علامتیں
میرے دل کو اپنا یقیں دلا مجھے اعتبارِ نظر نہیں
یہ مراقبے، یہ مکاشفے، یہ مجاہدے یہ مجادلے
تیری منزلیں ہیں یہ واقعی؟ یا مجھے شعورِ سفر نہیں
(احسان دانش)

کس کو کہتے ہیں نہیں میں جانتا اسلام و کفر
دیر ہو یا کعبہ مطلب مجھ کو تیرے در سے ہے
(میر تقی میر)

وحدت از خود داری ما تہمت دویی است
عکس در آب است اگر استاده ای بیرون آب
(بیدل)

ترجمہ: دوئی صرف نظر کا قصور ہے۔ یہ اشیا پانی میں پیدا ہونے والے عکس کی طرح ہیں۔

پڑے گا یار کا جیسے ہی عکس پانی میں
کرے گا دیکھنا پانی بھی رقص پانی میں

روحِ حیات یا روحِ کائنات برگساں نے Elan Vitale کہا تھا، اسی کے یہ سب

کھیل ہیں۔ وہ کنارے کھڑا ہے اور آب ایستادہ StatndingWater میں اس کا عکس پڑ رہا ہے۔ دراصل خدا ہے محرک اول و محرک کل یا فاعل حقیقی ہے۔ حقیقی حرکت ازلی سے زندہ ہے اور ہر چیز کا قیام اسی سے قائم ہے۔ حرکت حی بھی ہے اور قیوم بھی۔

نشاطِ این بہارم بی گلِ رویت چکار آید
تو گر آی طرب آید بہشت آید بہار آید
(بیدل)

ترجمہ: اے محبوب تیرے دیدار کے بغیر اس باغ و بہار کی خوشی میرے کس کام آئے گی؟ تیرے آنے سے خوشی آئے گی بہشت آئے گی بہار آئے گی۔ طرب، بہشت اور بہار، کا آنا ایک تمہارے آنے پر موقوف ہے۔

گلوں میں رنگ بھرے بادِ نو بہار چلے
چلے بھی آو کہ گلشن کا کارو بار چلے
(فیض احمد فیض)

عزم چون افتاد صادق راہ مقصد بستہ نیست
اشک در بیدست و پاییہا بہ سر غلطید و رفت

ترجمہ: عزم سچا ہو تو راستہ خود بخود کھل جاتا ہے۔ آنسو بے دست و پا ہوتے ہوئے بھی لیکن سر کے بل چل کر اپنا سفر طے کر لیتا ہے۔

دل را نفریبی بہ فسونہا ی یقینی
آرائش این آئینۂ تمثال نباشد
(بیدل)

پردے کو تعین کے در دل سے اٹھا دے
کھلتا ہے ابھی پل میں طلسمات جہاں کا
(محمد رفیع سودا)

معنی بلند من فہم تند می خواہد
سیر فکرم آسان نیست کوہم و کتل دارم
(بیدل)

ترجمہ: میری بلندی فکر کا احاطہ کرنا آسان نہیں اس کے لئے فکر رسا چاہئے۔ میں پہاڑ ہوں اور رکاوٹیں رکھتا ہوں یعنی مجھ تک رسائی ناممکن نہیں تو بھی سخت دشوار ہے۔

ترحم است بر آن دل که گاه عرض و نیاز
زبی نیازئ فریاد رس گداخته است

ترجمہ: اس دل پر رحم آتا ہے کہ جو عرض و نیاز کے وقت فریاد نہ سننے والے کی بے نیازی سے ٹوٹ گیا۔

جہان جوش بہار بی نیازست
بیک صورت دو گل کم آفریدند

ترجمہ: یہ دنیا بے نیازی کی بہار ہے جہاں ایک ہی صورت کے دو پھول کم پیدا کئے ہیں۔

بود عمری به برم دلبری نکشوده نقاب
بیدل این نیز ادای ست که من می دانم

ترجمہ: ایک مدت تک دلبر نقاب اتارے بغیر میری آغوش میں رہا، بیدل یہ بھی ایک ادا ہے جسے میں ہی جانتا ہوں۔

به عالمی که نگاهِ تو نشهٔ طوفان است

زخویش رفتن ما موجِ بادهٔ عنبی است

ترجمہ: اس جہاں میں جہاں تیری نگاہ سے نشے کا طوفان آیا ہوا ہے، ہمارا خود سے گذر جانا بادۂ انگور کی موج ہے۔

تصویر حسن و قبح جہان تا کشیده اند

بر رنگ دیده اند مقدم زگال را

ترجمہ: جب بھی دنیا کے حسن و قبح کی تصویر کھینچی گئی ہے رنگ پر سیاہی کو مقدم پایا گیا ہے۔

یار را باید از آغوش نفس کرد سراغ

آنقدر دور متازید که فریاد کنید

ترجمہ: دوست کا سراغ آغوش نفس میں موجود ہے اس قدر دور نہ جاؤ کہ فریاد کرتے پھرو۔

غیر در عالم تحقیق ندارد اثری

بیدل آئینهٔ ما صورت ما می بیند

ترجمہ: غیر حق یا ماسوائے حق کچھ ہے ہی نہیں ہمارے آئینہ میں خود ہمارا ہی عکس ہم کو نظر آتا ہے۔

○○

کتابیات

۱ کلیات بیدل، جلد اول تا چہارم مطبوعہ کابل

۲ نقد بیدل صلاح الدین سلجوقی

۳ روح بیدل، ڈاکٹر عبدالغنی

۴ نظری بہ عرفان بیدل، عبدالغفور

۵ محیط ادب، نصیرالدین نصیر

۶ بیدل، خواجہ عبیداللہ اختر

۷ احوال و آثار میرزا عبدالقادر بیدل، ڈاکٹر عبدالغنی

۸ بیدل از پروفیسر ظہیر احمد صدیقی

۹ میرزا بیدل، پروفیسر نبی ہادی

۱۰ جہانی معانی، علی بابا تاج

۱۱ ٹرانسلیشن بیدل پوئٹری، سورس آف مینگ، اے۔میر

۱۲ پرشن لٹریچر اینڈ سوفیز آف بہار، دانش بلخی

۱۳ پیوند دل، محمد عبدالحمید اسیر

۱۴ بیدل شناسی، پوند غلام حسین مجازی

۱۵ بہار ایجادی بیدل، سید نعیم حامد علی

۱۶ نغز بیدل، سید نعیم حامد علی

۱۷ رسالہ در بیدل شناسی، ڈاکٹر خلیل اللہ ہاشمیان

۱۸ بیدل شاعر زمانہ ہا، ڈاکٹر اسد اللہ حبیب

۱۹ آیینہ بندان حیرت، محمد عبدالعزیز مہجور

۲۰ معارف بیدل، تذکرہ خوشگو سلیمان ندوی

۲۱ میرزا عبدا قادر بیدل حیات اور کارنامے، ڈاکٹر سید احسن الظفر

۲۲ بیدل تھیسز، ڈاکٹر غازی محمد نعیم

۲۳ درلفظ و معنی غزلہای بیدل، بیدل شناسی از پروفیسر بوسانی

۲۴ بیدل عظیم آبادی، حامد حسن قادری

۲۵ کلید در باز، حمید رضا قلیچ خانی

۲۶ ترکیبات خاص بیدل، ماہ جبین اختر

۶۲ ویژۂ بیدل، ۴۲ تا ۵۲ خراسان، مجلہ زبان وادبیات

۲۷ انتخاب کلام حیرت زار، ڈاکٹر عطا کاکوی

۲۸ اسلوب، عابد علی عابد

۲۹ نکات مجنون، مجنون گورکھپوری

۳۰ سلیکٹڈ پوئمز آف بیدل، پال سمتھ

۳۱ عنصر چہارم، کشن چند

۳۲ حل نکات بیدل حافظ محمد عبدالکریم

۳۳ میرزا عبدالقادر بیدل، لائف اینڈ ورکس، امانت اللہ

تمت بالخیر، والحمد للہ رب العالمین والصلاۃ علی عبادہ الصالحین۔

OO

میرزا بیدل اور میرزا غالب ایسے دو عظیم شاعر ہیں کہ جن کا نام سنتے ہی ہمارا دل بلیوں اچھلنے لگتا ہے۔ انکے اشعار حساس قاری کو نئے تخیلاتی جہاں میں لے جاتے ہیں میرزا بیدل کو ابوالمعانی اور خلاق المعانی کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیدل اور غالب ایسے شاعر ہیں جنکا مطالعہ ہر عہد میں نئی معنویت سے ہمکنار کرتا ہے۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ یہ ہر دور کے لافانی شاعر ہیں۔ میں اس بات کا عینی گواہ ہوں پچھلے آٹھ دس سال سے غنی غیور بیدل کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ وہ وقتاً فوقتاً بیدل کے اشعار پر گفتگو کے علاوہ مضامین بھی سپرد قلم کرتے رہتے ہیں۔ خوشی کی بات ہے کہ غنی غیور نے ان بکھرے پڑے مضامین کو توسیع اور تصحیح کے بعد کتابی شکل دی ہے۔ بیدل کی مشکل گوئی کی بہت سی داستانیں مشہور ہیں لیکن غنی غیور نے بیدل کو نئے ڈھنگ سے پڑھنے اور سمجھنے کی جو یہ کوشش کی ہے، اردو طبقہ کے لئے مفید و کارگر ثابت ہوگی۔ زیر نظر کتاب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ غنی غیور نے بیدل پر بیسیوں کتابیں پڑھیں ہیں اور ان سے استفادہ کیا ہے اسکا اعتراف انہوں نے زیر نظر کتاب میں جا بجا کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں تیس پینتیس اہم کتابوں کے نام اور حوالے دیے گئے ہیں۔ مزید بیدل کے مطالعے کو ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ اس طرح عام اردو دان قاری کے لئے بیدل کی تفہیم آسان ہو گئی ہے۔ زیر نظر کتاب میں بیدل کے سینکڑوں اشعار کے تراجم نہایت سلیس اور ادبی زبان میں پیش کئے گئے ہیں۔ یقیناً اس کتاب کا مطالعہ بیدل شناسی میں اہم اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عہد میں جب کہ فارسی زبان نصابوں سے نکالی جا رہی ہے غنی غیور کی فارسی ادب سے سچی محبت اور بے لوث خدمت یاد رکھی جائے گی نیز یہ ثابت ہوتا ہے کہ فارسی اور اردو کے لین دین کا پرانا رشتہ ٹوٹنے والا نہیں۔ میں غنی غیور کو اس لفظ لفظ روشنی بکھیرتی ہوئی کتاب کی اشاعت پر مبارکباد دیتا ہوں۔

عمر فرحت